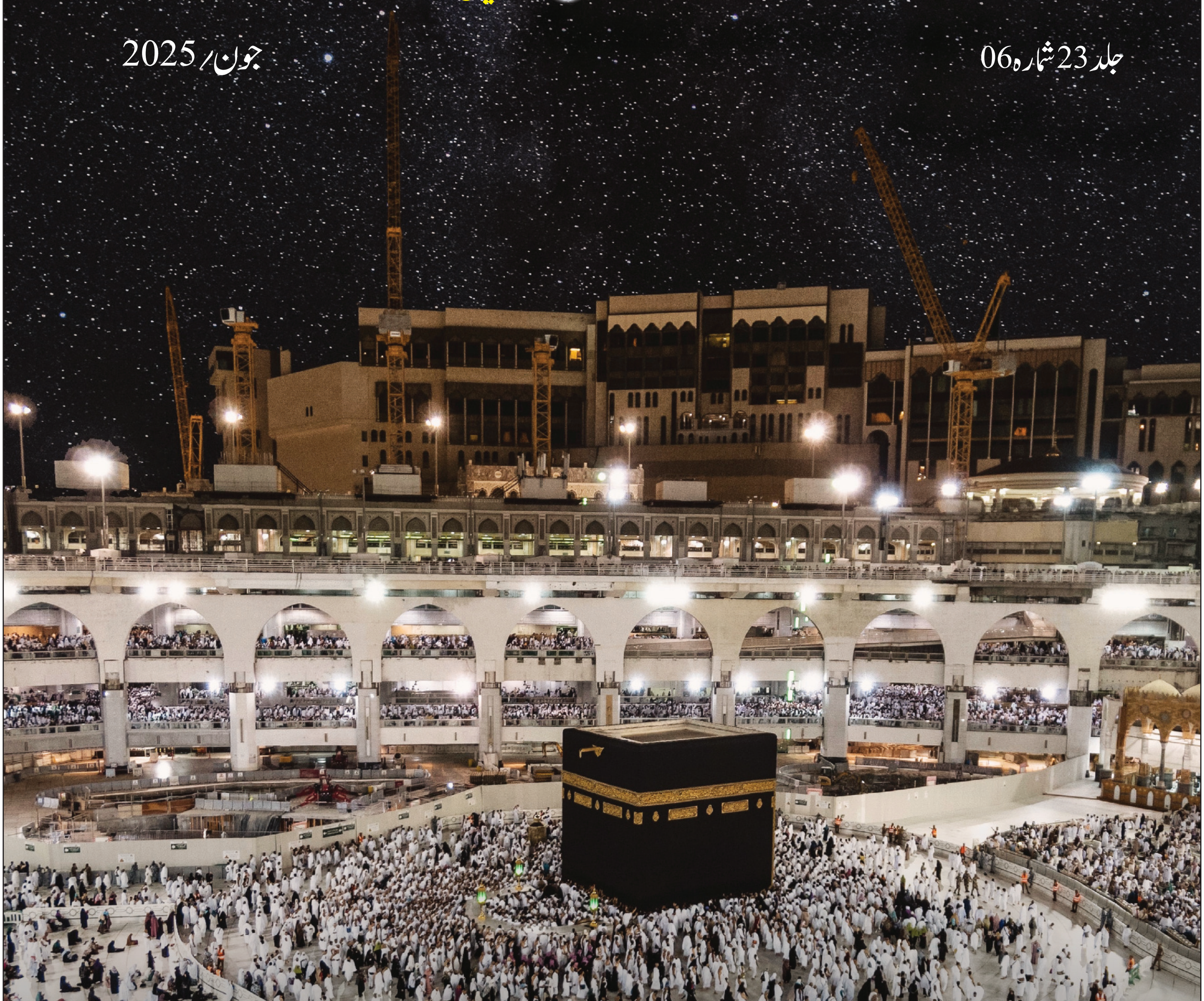

مجلس انصار اللہ بھارت کا ترجمان

ماہنامہ

اَنصارُ اللہ

قادیان

جلد : 23
شمارہ : 06

جون/2025ء
احسان 1404 ہجری شمسی

نگران : عطاء المجیب لون (صدر مجلس انصار اللہ بھارت)

مدیر: حافظ سید رسول نیاز | اعزازی مدیر: ایچ شمس الدین

مجلس ادارت

وسیم احمد عظیم
سید کلیم احمد تیاپوری
آر۔ محمود احمد عبد اللہ
محمد ابراہیم سرور
مسرور احمد لون

مینیجر:
عزیز احمد ناصر
Mob : 9682536974

Majlis Ansarullah Bharat
Aiwan-e Ansar,
P.O.Qadian 143516
Gurdaspur-Dt.
Punjab, INDIA
Email:
ansarullah@qadian.in
WEB LINK
https://www.ansarullahbharat.in/Publications/

سالانہ بدل اشتراک

بھارت:-/250 روپے۔
بیرون ہند:-/50 ڈالر۔

نمبر شمار	سرخیاں		صفحہ
1	اداریہ	آخری زمانے کا ایک سجدہ!	2
2	درس القرآن	دعا کے بغیر کوئی الٰہی سلسلہ کامیابی حاصل نہیں کر سکتے!	3
3	درس الحدیث	مَاالْاِحْسَان؟ (احسان کیا ہے؟)	5
4	ملفوظات	یہ مفت کا بہشت ہے!	7
5	ایک دلچسپ گفتگو: نماز میں حضور اور لذت اور ذوق وشوق، تضرع		8
6	فرمودات حضور انور ایدہ اللہ : اپنی نمازوں کی حفاظت کریں!		9
7	الواح الھدیٰ (ہدایات برائے اراکین انصار اللہ)/صدائے قلوب (قارئین کی آراء)		10
8	ازمکتوبات احمد: استغفار سے کم از کم (انسان) غضب الٰہی سے بچ جاتا ہے!		11
9	سیرت المہدی : حضرت مسیح موعودؑ کی نماز		12
10	عیدالاضحیہ اور قربانی کا پس منظر (13) مسائل متعلقہ ذی الحجہ		14
11	یہ ہیں عباد الرحمٰن!		15
12	مسائل زکوٰۃ / زکوٰۃ : فرضیت اور برکات		17
13	تازہ ارشادات : حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز		18
14	نظم : میدانِ حشر کے تصور سے!		20
15	صحابہ رسولؐ اور ذکر الٰہی		21
16	صحت نامہ : شہد قدرت کی عطا کردہ ایک نہایت عمدہ غذا		25
17	یَابُنَیَّ!: محمود اور ایاز کی کہانی		26
18	معلومات عامہ : پیوند (27) اخبار مجالس		28

شعیب احمد ایم اے پرنٹر وپبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر انصار اللہ بھارت قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر مجلس انصار اللہ بھارت

انصار اللہ
ذوالحجہ-محرم-47-1446ھ
جون/2025ء/احسان1404ہش

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھوالنــــــــــــــــاصر

آخری زمانے کا ایک سجدہ!

تعلق باللہ یا قرب الٰہی ہمیشہ دینِ اسلام کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔ یا یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ تعلق باللہ ہی اسلام کا اصل نچوڑ ہے۔ ارشاد خداوندی ہے کہ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ (العلق: 20) سجدہ کر اور قریب ہو جا۔ اس مختصر سی آیت میں اللہ تعالیٰ نے قرب الٰہی کے ایک عظیم راز کی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔ اس حقیقت کی وضاحت ایک حدیث نبویؐ میں یوں مروی ہے کہ انسان اپنے ربّ کے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدے میں ہو۔ اس لیے سجدہ میں بہت دعا کیا کرو۔ ایک اور موقع پر نبی اکرمؐ نے فرمایا: اپنے اوپر کثرتِ سجدہ کو لازم کر کے میری مدد کرو۔ (مسلم کتاب الصلٰوۃ) قرآن کریم میں سجدے کا مفہوم محض جسمانی جھکاؤ نہیں بلکہ اطاعتِ کاملہ ہے۔ فرشتوں کے سجدے کا ذکر ہو، یا حضرت یوسف کے خواب میں سجدہ کرنے والے ستارے ہر جگہ سجدہ فرمانبرداری اور محبت کا علامتی اظہار ہے۔

ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ خلافت کی صورت میں ہمیں وہ نظام عطا ہوا جس نے ہمیں نہ صرف ظاہری سجدے کا شعور دیا بلکہ اطاعت کی حقیقی روح بھی سکھائی۔ حج اور عیدالاضحیہ میں کی جانے والی قربانی بھی اسی سجدہ کی ایک عملی تصویر ہے۔ اطاعت خلافت میں ادا کیا گیا ایک سجدہ بھی بقول ارشاد نبویؐ کہ تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا یعنی یہ سجدہ دنیا و مافیہا کی ساری نعمتوں سے بھی زیادہ قیمتی ہوگا۔ (بخاری باب نزول عیسیٰ ابن مریم)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ جو شخص اپنے رب کے سامنے جھکنے کا عادی ہو جاتا ہے، وہ دنیا کے فتنوں کے سامنے کبھی نہیں جھکتا۔ آج کے دور میں سجدے کی حقیقی روح کو زندہ کرنا صرف ایک سچے مومن کا کام ہے جبکہ دنیا نفس پرستی، غفلت اور انکارِ الٰہی سے بھر چکی ہے۔

اس ضمن میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: خدا تعالیٰ کی غیرت نے یہ تقاضا کیا ہے کہ ان مصنوعی خداؤں کی خدائی کو خاک میں ملایا جائے اور زندوں اور مردوں میں ایک امتیاز قائم کر کے دنیا کو حقیقی خدا کے سامنے سجدہ کرایا جاوے۔ اس غرض کے لئے اس نے مجھے بھیجا ہے اور اپنے نشانوں کے ساتھ بھیجا۔ (فتاویٰ حضرت مسیح موعودؑ۔ ص117، 118)

سجدہ کا اذن دے کے مجھے تاجور کیا!

(ایچ۔ شمس الدین)

عِبَادُ الرَّحمٰن

حضرت امیر المؤمنین
خلیفۃ المسیح الخامس
ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرماتے ہیں:

”ہم حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کے سفیر ہیں اور ہمارا مقصد دنیا میں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بادشاہت قائم کرنا ہے۔ آج کی دنیا میں یہ بہت بڑا چیلنج ہے اور اس چیلنج کو ہر احمدی کو قبول کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی عابد اور موحد بننے کی توفیق عطا فرمائے۔“

(خطبہ جمعہ 30/نومبر 2007ء)

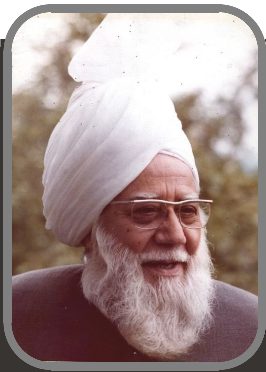

دعا کے بغیر

الٰہی سلسلے کوئی کامیابی حاصل نہیں کر سکتے

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ۝

تُو کہہ دے کہ اگر تمہاری دعا نہ ہوتی تو میرا ربّ تمہاری کوئی پرواہ نہ کرتا پس تم اُسے جھٹلا چکے ہو سو ضرور اس کا وبال تم سے چمٹ جانے والا ہے۔ (الفرقان: 78)

''الٰہی سلسلے دعا کے بغیر کوئی کامیابی حاصل نہیں کر سکتے چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۂ فرقان کے آخر میں فرماتا ہے:

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا (الفرقان:78)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے رسول تو کہہ دے کہ میرا رب تمہاری پرواہی کیا کرتا ہے اگر تمہاری طرف سے دعا نہ ہو۔ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ لغت میں ہے دَعَاہٗ نَادَاہُ اس نے اس کو پکارا۔ رَغِبَ اِلَیْہِ (المنجد باب الدال) اس کی طرف رغبت کی۔ اِسْتِعَانَہٗ (المنجد باب الدال) اس سے مدد چاہی۔ ان معنوں کی رو سے اس حصہ آیت کے یہ معنی ہوں گے کہ جب تک تم اللہ تعالیٰ کو اپنا مطلوب اپنا مقصود اور اپنا محبوب اس سے امداد حاصل کرنے کے لئے اور اس کی نصرت چاہنے کے لئے اسے نہیں پکارو گے تو مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّی اسے تمہاری کیا پرواہ ہوگی وہ يَعْبَؤُا کے مفہوم کے مطابق تم سے سلوک نہیں کرے گا...

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ عَبَأَ کے مفہوم والا سلوک تم سے کرے گا سوائے اس کے کہ تمہاری دعا اس کے جلوہ حسن و احسان کو جذب کر لے۔ اب يَعْبَؤُا کے چار معنی بنتے ہیں۔

اوّل یہ کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جب تک تم میرے حضور عاجزی اور انکساری کے ساتھ نہیں جھکو گے اور مجھ سے مدد طلب نہیں کرو گے اور میری قوت کاملہ پر بھروسہ نہیں کرو گے اور یہ یقین پیدا نہیں کرو گے کہ تم میرے فضل کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتے اس وقت تک میری نظر میں تمہاری کوئی قدر و منزلت نہیں ہوگی اور تمہارے اعمال میری نظر میں کوئی وزن نہیں رکھیں گے۔

یَعۡبَؤُا کے دوسرے معنوں کے مطابق اللہ تعالیٰ اس آیت میں یہ فرماتا ہے کہ جب تم دعا سے کام نہیں لو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری بقا کے سامان نہیں کرے گا مَایُبۡقِیۡکُمۡ لَوۡلَا دُعَاؤُکُمۡ یعنی عاجزانہ دعاؤں کے بغیر تمہارے لئے قیّومیتِ باری کے جلوے ظاہر نہیں ہوں گے۔

تیسرے معنوں کی رو سے قُلۡ مَا یَعۡبَؤُا بِکُمۡ رَبِّیۡ کی یہ تفسیر بنے گی کہ تمہیں جان لینا چاہئے کہ تمہاری تیاریاں اس وقت تک تمہیں کامیابی کا منہ نہیں دکھا سکیں گی جب تک کہ آسمان سے ملائکہ کی افواج کا نزول نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اگر تم چاہتے ہو کہ میرے اذن اور حکم سے آسمان سے فرشتے اتریں اور تمہاری مدد کریں تو تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم دعا کے ذریعہ میری اس نعمت کو حاصل کرو۔ کیونکہ عَبَأۡتُ الۡجَیۡشَ کے معنی ہیں ھَیَّاتُہٗ یعنی لشکر کو پورے ساز و سامان کے ساتھ تیار کر دیا اور اسے حکم دیا کہ جس مقصد کے لئے اسے تیار کیا گیا ہے۔ اس کے حصول کے لئے باہر نکلے۔

چوتھے حمیت کے معنوں کی رو سے اس آیت کا یہ مفہوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے غیرت نہیں رکھے گا اور غیرت نہیں دکھائے گا جب تک کہ تم دعاؤں کے ذریعہ سے اس کی غیرت کو تلاش نہ کرو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ایک جگہ فرمایا ہے:۔

اب غیروں سے لڑائی کے معنی ہی کیا ہوئے
تم خود ہی غیر بن کے محلِ سزا ہوئے

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۶ مطبوعہ ۱۹۰۲ء۔ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۷۹)

پس یہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس غیریت کے پردہ کو صرف دعا ہی چاک کر سکتی ہے اگر تم دعاؤں کے ذریعہ اور میری محبت کے واسطہ سے میری مدد اور نصرت کے متلاشی ہوگے تو میں ایسے سامان پیدا کر دوں گا کہ ہمارے درمیان کوئی غیریت باقی نہیں رہے گی۔ تب میری غیرت تمہارے لئے جوش میں آئے گی اور تم اپنے مقاصد کو حاصل کر سکو گے۔

غرض اس مختصر سی آیت میں اللہ تعالیٰ نے بڑے وسیع مضامین بیان کئے ہیں۔ جن کا اختصار کے ساتھ میں نے ذکر کیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَقَدۡ کَذَّبۡتُمۡ یعنی تم لوگ دعا کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اور اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس جماعت میں شامل نہیں ہوتے جو صبح و شام دعاؤں میں مشغول رہنے والی ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اس بات کو جھٹلا رہے ہو کہ دعا کے بغیر خدا تعالیٰ کی نگاہ میں نہ اعمال کا کوئی وزن ہے اور نہ کسی قوم یا کسی انسان کی کوئی قدر و منزلت ہے تم اس بات سے بھی انکاری ہو کہ تمہاری مدد کے لئے خدائے قیوم کے حکم، منشاء اور ارادہ کی ضرورت ہے تم اس بات کو بھی جھٹلا رہے ہو کہ انسان کامیابی صرف اسی صورت میں حاصل کر سکتا ہے جب اس کے مقصد کے حصول کے لئے آسمان سے ملائکہ کی افواج نازل ہوں اور وہ بنی نوع انسان کے دلوں میں ایک پاک تبدیلی پیدا کر دیں تم اس بات کو بھی جھٹلا رہے ہو کہ جب تک تم میں اور خدا تعالیٰ میں غیریت قائم رہے گی خدا تعالیٰ کی مدد نازل نہیں ہوگی۔“

(از خطابات ناصر جلد 1 ص 197...200)

درس الحدیث
حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

مَا الْاِحْسَانُ؟ (احسان کیا ہے؟)

اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ
فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسی طرز پر کرے کہ وہ تجھے نظر آجائے یا کم از کم تجھے یہ احساس پیدا ہو جائے کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

"مُحْسِنٌ" احسان کے دو معنے ہیں (۱) دوسرے کو انعام دینا بغیر اُس کے کسی کام کے اُس کے ساتھ کوئی اچھا سلوک کرنا یا اس کے کام کے بدلہ سے اُسے زیادہ دینا (۲) انسان کا اپنے ذاتی کام میں کمال کا اعلیٰ درجہ حاصل کرنا۔ یعنی اُسے اپنے کام کے متعلق اچھا علم حاصل ہو۔ یا جو عمل کرے وہ اچھا ہو۔ غرض احسان یہ ہے کہ (۱) غیر کے ساتھ بغیر بدلہ کے نیک سلوک کرے (۲) اپنے علم اور عمل میں نیکی مد نظر رکھے اور اُس میں بدی کو داخل نہ ہونے دے۔ (مفردات)

حضرت علیؓ کا قول ہے: اَلنَّاسُ اَبْنَاءُ مَا يُحْسِنُوْنَ کہ لوگ اس چیز کے بیٹے ہوتے ہیں جسے وہ اچھی طرح جانتے ہیں۔ یعنی انسان کی عزت اس علم کے مطابق ہوتی ہے جسے وہ اچھی طرح سیکھتا ہے اور اس عمل کے مطابق ہوتی ہے جسے وہ بہتر سے بہتر کرسکتا ہے۔ جیسے ایک شخص نجّار کہلاتا ہے وہ کئی اور کام بھی جانتا ہے۔ مثلاً وہ روٹی پکا سکتا ہے۔ زراعت کا علم رکھتا ہے اور اُسے کرسکتا ہے یا لوہار کا کام بھی جانتا ہے اور اس سے کام چلاسکتا ہے مگر وہ کہلاتا نجّار ہے اس لئے کہ سب سے زیادہ اُسے نجّاری کا کام آتا ہے۔

اِسی طرح کاتب کئی اور کام بھی جانتا اور کرسکتا ہے مگر کاتب کہلاتا ہے۔ اس لئے کہ وہ سب سے زیادہ کتابت جانتا ہے اور یہ اُس کا پیشہ ہے۔ اِسی طرح ڈاکٹر باوجود کئی اور کام جاننے کے صرف ڈاکٹر کہلاتا ہے۔ اس لئے کہ وہ ڈاکٹری کا کام سب سے زیادہ جانتا ہے۔

پس محسن وہ ہے جو کامل علم رکھنے والا یا کامل عمل کرنے والا ہو۔ اِسی طرح اَحْسَنَ الشَّيْءَ کے معنے ہیں جَعَلَهٗ حَسَنَةً اُسے اچھا بنایا۔ جیسے قرآن کریم میں آتا ہے: اَلَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ (السّجدة:۸) کہ جس نے ہر چیز پیدا کی اور کام کے لحاظ سے اُسے بہتر سے بہتر طاقتیں بخشیں۔

احسان، انعام سے مختلف چیز ہے۔ انعام صرف دوسرے پر ہوتا ہے اور احسان اپنے نفس پر بھی ہوتا ہے اور دوسروں پر بھی پس تمام بنی نوع انسان سے نیک سلوک کرنا احسان ہے۔

عدل کے لحاظ سے بھی احسان مقام بلند ہے۔ عدل تو یہ ہے کہ جتنا کسی کا حق ہو اُتنا ہی انسان اُسے دے دے اِس سے زیادہ نہ دے مگر احسان یہ ہے کہ جو کسی کا حق ہو اس کو اصل سے زیادہ ادا کیا جائے۔ اور جو لینا ہو وہ حق سے کم لیا جائے۔ (مفردات راغب)

←

اقرب میں اس سے زیادہ مختصر معنے یہ لکھے ہیں کہ اَتٰی بِالْحَسَنِ۔ اچھی بات کہی یا اچھی بات جانی یا اچھا کام کیا۔ یہ اَسَاءَ کی ضد ہے۔ یعنی بدسلوکی کے مخالف معنے دیتا ہے۔ پس اس کے معنے بھی حسنِ سلوک ہی کے ہیں۔

اَحْسَنَہٗ کے معنے عَلِمَہٗ کے بھی ہیں یعنی اُسے اچھی طرح سے جان لیا۔ کہتے ہیں فُلَانٌ یُحْسِنُ الْقِرَاءَۃَ فلاں شخص قراءت کا خوب علم رکھتا ہے اور اَحْسَنَ لَہٗ وَبِہٖ کے معنے ہیں اچھا عمل کیا یا کسی کے ساتھ نیکی کی۔ (اقرب)

اسلامی نقطۂ نگاہ سے اَسْلَمَ وَجْھَہٗ اور وَھُوَ مُحْسِنٌ کے یہ معنے ہیں کہ ایسا شخص رسول کی اتباع کرتا ہو۔ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے سپرد کردے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل فرمانبرداری کرے۔

حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَیْسَ عَلَیْہِ اَمْرُنَا فَھُوَ رَدٌّ (بخاری کتاب البیوع باب النجش) کہ جو کوئی ایسا عمل کرتا ہے جس کے متعلق ہمارا حکم نہیں یا جس میں ہماری اجازت نہیں وہ مقبول نہیں ہوگا کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو کلامِ الٰہی کے لانے والے ہیں وہی خدا تعالیٰ کے منشا کو بہتر سمجھ سکتے ہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ رسول کریم ﷺ سے ایک دفعہ پوچھا گیا کہ یا رسول اللہؐ! احسان کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ۔

(بخاری کتاب الایمان باب سوال الجبریل النبی عن الایمان)

کہ تُو اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسی طرز پر کرے کہ وہ تجھے نظر آجائے یا کم از کم تجھے یہ احساس پیدا ہو جائے کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

درحقیقت یہ ایک معیار ہے انسان کی روحانی ترقی پہچاننے کے لئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بتایا ہے کہ عبادتِ الٰہی اتنی کامل ہو جائے کہ خدا تعالیٰ نظر آنے لگے۔ یا اُس پر اتنی ہیبت طاری ہو جائے کہ وہ یہ سمجھے کہ میں خدا تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوں۔ خدا کو نظر کے سامنے رکھنے سے انسان کا دل بڑھ جاتا ہے جس طرح بھاگتی فوج بادشاہ کے آنے سے کھڑی ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر اِن دونوں باتوں میں سے کوئی بھی نہ ہو تو پھر وہ محسن نہیں رہتا۔ حضرت عائشہؓ کی روایت کی رُو سے مَنْ اَسْلَمَ وَجْھَہٗ لِلّٰہِ وَھُوَ مُحْسِنٌ کے یہ معنے ہیں (۱) کہ جو اپنی توجہ کو خدا کے سپرد کر دے اور وہ پورے طور پر رسول کریم ﷺ کا بھی مطیع ہو۔ دوسری روایت کی رُو سے یہ معنے ہیں (۲) کہ جو اپنی توجہ کو پورے طور پر خدا تعالیٰ کے سپرد کر دے اور رُوحانی طور پر اتنا کامل ہو جائے کہ اُسے خدا تعالیٰ نظر آنے لگ جائے یا خدا کے حکم کے مطابق اس کا عمل ہو جائے۔ گویا ایک طرف خدا تعالیٰ کے منشا کے مطابق اس کا عمل ہو اور دوسری طرف اس کا علم کامل ہو اور اس کا عمل عرفان کے درجہ تک پہنچ جائے۔

لُغت کی رو سے اس کے یہ معنے ہیں کہ جو شخص اپنی نظر خدا تعالیٰ کی طرف رکھے۔ کسی انسان سے اُس کی اُمید وابستہ نہ ہو۔ اس کی امید گاہ وہی ہو۔ اور دوسری طرف وہ محسن بھی ہو یعنی اس کا عمل اتنا وسیع ہو کہ کوئی شخص اُس کے حسنِ سلوک سے باہر نہ رہے گویا اُس کا احسان ساری دنیا سے وابستہ ہو۔

(تفسیر کبیر جلد 2 ص 397-399 / ایڈیشن 2024ء لندن)

احسان: جماعتی ہجری شمسی تقویم میں ماہِ جون کا نام احسان ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ محسنِ اعظم رسول اکرم ﷺ نے اس مہینے میں بنوطَی کے قیدیوں کو محض اس بنا پر آزاد فرما دیا تھا کہ وہ حاتم طائی کی نسل میں سے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ حسن سلوک سراسر احسان پر مبنی تھا، اسی نسبت سے اس مہینے کا نام احسان رکھا گیا۔ (ادارہ)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

یہ مفت کا بہشت ہے!
دنیا کی جنت نماز کی لذت ہے

جھکو تو ایسے جس سے صاف معلوم ہو کہ تمہارا دل جھکتا ہے اور سجدہ کرو تو اس آدمی کی طرح جس کا دل ڈرتا ہے!

’’نماز بڑی ضروری چیز ہے اور مومن کا معراج ہے۔ خدا تعالیٰ سے دعا مانگنے کا بہترین ذریعہ نماز ہے۔ نماز اس لئے نہیں کہ ٹکریں ماریں یا مرغ کی طرح کچھ ٹھونگیں مار لیں۔ بہت لوگ ایسی ہی نمازیں پڑھتے ہیں اور بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ کسی کے کہنے سننے سے نمازیں پڑھنے لگتے ہیں یہ کچھ نہیں۔ نماز خدا تعالیٰ کی حضور ہے اور خدا تعالیٰ کی تعریف کرنے اور اس سے اپنے گناہوں کے معاف کرانے کی مرکب صورت کا نام نماز ہے۔ اس کی نماز ہرگز نہیں ہوتی جو اس غرض اور مقصد کو مدنظر رکھ کر نماز نہیں پڑھتا۔ پس نماز بہت ہی اچھی طرح پڑھو۔ کھڑے ہو تو ایسے طریق سے کہ تمہاری صورت صاف بتا دے کہ تم خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں دست بستہ کھڑے ہو اور جھکو تو ایسے جس سے صاف معلوم ہو کہ تمہارا دل جھکتا ہے اور سجدہ کرو تو اس آدمی کی طرح جس کا دل ڈرتا ہے اور نمازوں میں اپنے دین اور دنیا کے لئے دعا کرو۔‘‘ (فتاویٰ احمدیہ صفحہ ۹۵)

’’نماز خدا کا حق ہے اسے خوب ادا کرو اور خدا کے دشمن سے مداہنہ کی زندگی نہ برتو۔ وفا اور صدق کا خیال رکھو۔ اگر سارا گھر غارت ہوتا ہو تو ہونے دو مگر نماز کو ترک مت کرو۔ وہ کافر اور منافق ہیں جو کہ نماز کو منحوس کہتے ہیں اور کہا کرتے ہیں کہ نماز کے شروع کرنے سے ہمارا فلاں فلاں نقصان ہوا ہے۔ نماز ہرگز خدا کے غضب کا ذریعہ نہیں ہے۔ جو اسے منحوس کہتے ہیں ان کے اندر خود زہر ہے۔ جیسے بیمار کو شرینی کڑوی لگتی ہے ویسے ہی ان کو نماز کا مزا نہیں آتا۔ یہ دین کو درست کرتی ہے۔ اخلاق کو درست کرتی ہے۔ دنیا کو درست کرتی ہے۔ نماز کا مزا دنیا کے ہر ایک مزے پر غالب ہے اور لذات جسمانی کے لیے ہزاروں خرچ ہوتے ہیں اور پھر ان کا نتیجہ بیماریاں ہوتی ہیں اور یہ مفت کا بہشت ہے جو اسے ملتا ہے۔ قرآن شریف میں دو جنتوں کا ذکر ہے۔ ایک ان میں سے دنیا کی جنت ہے اور وہ نماز کی لذت ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 591-592 جدید ایڈیشن)

تم پنجوقتہ نماز اور اخلاقی حالت سے شناخت کیے جاؤ گے، اور جس میں بدی کا بیج ہے وہ اس نصیحت پر قائم نہیں رہ سکے گا۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 221)

ایک دلچسپ گفتگو!

نماز میں حضور اور لذت اور ذوق وشوق، تضرع

حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ فرماتے ہیں:

ایک روز میں نے عرض کیا کہ: حضرت (صلی اللہ علیک و علی محمد) نماز میں حضور اور لذت اور ذوق وشوق تضرع کیونکر پیدا ہووے؟ فرمایا: کبھی مکتب میں پڑھے ہو؟ عرض کیا: ہاں پڑھا ہوں۔ فرمایا: کبھی استاد نے کان پکڑائے ہیں؟ عرض کیا: ہاں پکڑاتے ہیں۔ فرمایا: پھر کیا حال ہوا؟ عرض کیا کہ: میں پہلے تو برداشت کرتا رہا اور جب تھک گیا اور ہاتھ میرے دکھ گئے اور درد ہو گیا اور پسینہ پسینہ ہو گیا تو رو پڑا اور آنسو جاری ہو گئے۔ فرمایا: پھر کیا ہوا؟ عرض کیا: پھر استاد کو رحم آ گیا اور کان چھڑا دیئے۔ اور خطا معاف کر دی پھر پیار کر لیا۔ اور کہا: جاؤ پڑھو۔ فرمایا: یہی حالت نماز میں پیدا کرو جس قدر دیر لگے اتنی دیر نماز میں لگاؤ اور اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ زیادہ پڑھو اور اس قدر پڑھو کہ ہاتھ پیر اور تمام بدن دکھ جاوے تو کچھ اپنی جان پر رحم آوے گا اور کچھ تکان ہو گا اور پھر خدا تعالیٰ کے رحم پر نظر ہو گی اس کے بعد خدا بھی رجوع برحمت ہو گا اور دریائے رحمت الٰہی جوش مارے گا پھر حضور اور خشوع وخضوع اور لذت اور ذوق وشوق پیدا ہو جاوے گا لوگ نماز تو جلدی ادا کر لیتے ہیں اور بعد میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں اور دیر لگاتے ہیں نظر کہیں ہوتی ہے ہاتھ کہیں ہوتے ہیں۔ دل کسی اور طرف لگا ہوا ہوتا ہے حضور کہاں سے ہو حضور اور ذوق جس کو حلاوت ایمانی کہتے ہیں وہ تو نماز میں ہونی چاہئے۔

بعض راگ اور سروں کے حضور وتضرع اور ذوق حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ وہ فضول ہے وہ ایک آنی اور عارضی ذوق ہوتا ہے جو پائیدار نہیں ہوتا جس کو ایک بار سچا اور حقیقی ذوق اور تضرع حاصل ہو جائے قیام رکوع سجدہ میں بہت دیر لگانی چاہئے اور تہجد کی نماز ضرور پڑھنی چاہئے۔ میں نے عرض کیا کہ: سستی کا بھی کوئی علاج ہے۔ فرمایا: اس وقت غسل کر لیا کرو ستی دفع ہو جائے گی ہم بھی غسل کر لیا کرتے ہیں۔

> نماز تہجد سے انسان مقام محمود تک پہنچ جاتا ہے۔
> مقام محمود وہ مقام ہے جہاں اللہ تعالیٰ انسان کی حمد کرتا ہے۔

پھر فرمایا: قوالی تو سنی ہو گی؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں سنی ہے۔ فرمایا: وجد آیا؟ عرض کیا کہ ہاں آیا۔ فرمایا: دیکھو عین قوالی کے وقت وجد آتا ہے۔ قوالی کے بعد وجد نہیں آتا۔ اسی طرح نماز کے اندر انسان کو وجد آنا چاہئے جو حقیقی وجہ ہے اور قوالی کے وقت عارضی وجہ ہے جو آناً فاناً سب ذوق جاتا رہتا ہے اور نماز کا ذوق شوق ووجد حقیقی ہے جو ہمیشہ رہتا ہے۔ ایک دفعہ فرمایا کہ حقیقی رونا آ جاوے تو ہنستا کیا؟ لوگ قوالی میں روتے ہیں۔ وجد کرتے ہیں لیکن تھوڑی دیر کے بعد وہ کیفیت جاتی رہتی ہے جو عارضی ہوتی ہے اور بعد میں سب منہیات اور معاصی کے اسی طرح پابند رہتے ہیں۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے حقیقی لذت ووجد کو قرآن شریف میں فرمایا کہ

إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ *

یہ بات قوالی کے سننے والوں کو نصیب نہیں ہوتی ہے کیونکہ وہ عارضی ہے ذوق حقیقی سے ذوق عارضی کو کیا نسبت ہے۔

(ماخوذ از تذکرۃ المہدی ص150)

* یقیناً نماز بے حیائی اور ہر ناپسندیدہ بات سے روکتی ہے (العنکبوت:46)

فرمودات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اپنی نمازوں کی حفاظت کریں!
انہیں مضبوط جڑوں پر قائم کردیں!

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا (سورۃ طٰہٰ :133) اور تُو اپنے اہل کو نماز کی تلقین کرتا رہ اور خود بھی نماز پر قائم رہ۔ پس جہاں ماں باپ، بہن بھائیوں کو ایک دوسرے کو نماز کی تلقین کرنی چاہئے وہاں پر ہر احمدی کو دوسرے احمدی کو بھی پیار سے اور نظام جماعت جو اس کام پر مامور ہے ان کو بھی دوسروں کو نمازوں کی طرف توجہ دلاتے رہنا چاہئے۔ یہی چیز ہے جو مومنین کی جماعت کو مضبوطی عطا کرتی ہے۔ (خطبہ جمعہ 13 رجولائی 2007ء)

’’نمازیں نیکی کا بیج ہیں

پس نیکی کے اس بیج کو ہمیں اپنے دلوں میں اس حفاظت سے لگانا ہوگا اور اس کی پرورش کرنی ہوگی کہ کوئی موسمی اثر اس کو ضائع نہ کرسکے۔ اگر ان نمازوں کی حفاظت نہ کی تو جس طرح کھیت کی جڑی بوٹیاں فصل کو دبا دیتی ہیں یہ بدیاں بھی پھر نیکیوں کو دبا دیں گی۔ پس ہمارا کام یہ ہے کہ اپنی نمازوں کی اس طرح حفاظت کریں اور انہیں مضبوط جڑوں پر قائم کردیں کہ پھر یہ شجر سایہ دار بن کر، ایسا درخت بن کر جو سایہ دار بھی ہو اور پھل پھول بھی دیتا ہو، ہر برائی سے ہماری حفاظت کرے۔ پس پہلے نمازوں کے قیام کی کوشش ہوگی۔ پھر نمازیں ہمیں نیکیوں پر قائم کرنے کا ذریعہ بنیں گی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک احمدی کی شناخت یہی بتائی ہے۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 6 صفحہ 65-66)

’’باجماعت نماز

کا جہاں انسان کو ذاتی فائدہ ہوتا ہے، وہاں جماعتی فائدہ بھی ہے اور جو نمازوں پر مسجد میں نہیں آتے یا بعض ایسے بھی ہیں کہ آکر آپس میں رنجشوں کو دُور کر کے اُنس اور تعلق پیدا نہیں کرتے انہیں نمازیں پھر کوئی فائدہ نہیں دیتیں۔ کیونکہ ایک نماز کا عبادت کے علاوہ جو مقصد ہے ایک وحدت پیدا ہونا آپس میں اُنس اور محبت پیدا ہونا وہ حاصل نہیں ہوتا۔ اس سوچ کے ساتھ ہمیں اپنی نمازوں کی حفاظت بھی کرنی چاہیے اور اس سوچ کے ساتھ مسجد میں آنا چاہیے تا کہ ہم ایک ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور مقبول نمازیں ادا کرنے والے بنیں اور اس کی رضا حاصل کرنے والے بنیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 15 رجنوری 2016ء)

ہدایات برائے اراکین انصاراللہ

اَلْوَاحُ الْھُدٰی

ازکتاب : سبیل الرشاد

انصار کے نام کی نسبت خدا تعالیٰ سے ہے!

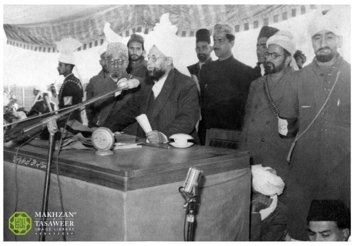

بانیٔ تنظیم مجلس انصاراللہ
حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’جب آپ نے انصار کا نام قبول کیا ہے تو ان جیسی محبت بھی پیدا کریں۔ آپ کے نام کی نسبت خدا تعالیٰ سے ہے۔ اور خدا تعالیٰ ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اس لئے تمہیں بھی چاہیئے کہ خلافت کے ساتھ انصار کے نام کو ہمیشہ کے لئے قائم رکھو۔ اور ہمیشہ دین کی خدمت میں لگے رہو۔ کیونکہ اگر خلافت قائم رہے گی تو اس کو انصار کی بھی ضرورت ہوگی‘‘

(الفضل 24/مارچ 1957ء)

قارئین کی آراء

صدائے قلوب

رسالہ انصاراللہ کے اس صفحے پر ہم اپنے معزز قارئین کے دلوں کی آواز، قیمتی آرا، مخلصانہ تجاویز اور فکرانگیز تحریروں کو جگہ دیتے ہیں۔ اگر آپ رسالے کے کسی مضمون یا شمارے پر اپنی رائے دینا چاہتے ہیں، تو آپ کا استقبال ہے! تحریر جامع اور مختصر اور شائستہ زبان میں ہو۔

محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان:

’’رسالہ ماہنامہ انصاراللہ کا شمارہ بابت ماہ مئی 2025ء آپ کی طرف سے موصول ہوا۔ جزاکم اللہ۔ ماشاءاللہ، اچھی ترتیب و پیشکش ہے۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔ سب خدمت کرنے والوں کو اللہ احسن جزاء عطا فرمائے۔ آمین۔‘‘

(مکتوب بحوالہ: نظارت علیاء- 459/13.5.25)

محترمہ پرنسپل صاحبہ تعلیم الاسلام سینئر سیکنڈری اسکول قادیان:

آپ کا ماہنامہ انصار اللہ بابت ماہ اپریل و مئی 2025ء موصول ہوا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ ماشاءاللہ رسالہ میں نمایاں جدت اور بہتری مشاہدہ میں آئی ہے۔ ہر صفحہ قارئین کو مطالعے کی دعوت دیتا ہے اور دل چسپی برقرار رکھتا ہے۔ خصوصاً تربیتِ اولاد کے حوالے سے ’یَا بُنَیَّ‘ کے عنوان سے شائع ہونے والا کالم نہایت مفید، مؤثر اور قابلِ عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ ادارہ انصار اللہ کی مساعی جمیلہ کو شرفِ قبولیت بخشے اور اس خدمتِ دین کا بہترین اجر عطا فرمائے۔ آمین، یا رب العالمین۔ (مکتوب بحوالہ: ٹی آئی اسکول- 142/17.5.25)

محترم پی ایم محمد رشید صاحب، وکیل المال تحریک جدید قادیان:

’’آپ کی جانب سے رسالہ انصار اللہ کے ماہ اپریل اور مئی کے شمارے موصول ہوئے۔ جزاکم اللہ۔ ماشاءاللہ رسالہ دیدہ زیب اور دلچسپ مضامین سے پُر ہیں۔‘‘

(مکتوب بحوالہ: وکالت مال- 249/14.5.25)

از مکتوبات احمد

استغفار کا کم سے کم یہ اثر ہوتا ہے
(انسان) غضب الٰہی سے بچ جاتا ہے!

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

خدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہٗ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عنایت نامہ پہنچا۔ استغفار کو بہت لازم پکڑنا چاہئے۔ جب بندہ عاجزی سے اپنے مولیٰ کریم سے معافی اور مغفرت چاہتا ہے تو آخر اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور اس کے دل کو گناہ کی طرف سے نفرت دی جاتی ہے۔ استغفار کی حقیقت یہ ہے کہ انسان رو کر اور تضرع سے اللہ جلّ شانہ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہے سو استغفار کا کم سے کم یہ اثر ہوتا ہے غضب الٰہی سے بچ جاتا ہے۔

یہ عاجز بھی آپ کے لئے دعا کرتا ہے مگر ترتیب اثر کے لئے جلدی نہیں کرنی چاہئے۔ اس میں حکمت الٰہی ہے۔

استغفار ہرگز چھوڑنا چاہئے۔ یہ بہت مبارک طریق ہے۔

رسالہ جب تیار ہو جائے گا تو اطلاع دی جائے گی۔ بخدمت چوہدری محمد بخش صاحب سلام مسنون پہنچے۔

والسلام۔ خاکسار

میرزا غلام احمد عفی عنہ

3/جولائی 1886ء

(ماخوذ از مکتوبات احمد جلد 2 ص 477)

سیرت المھدی علیہ السلام

حسب تحریر حضرت سید محمد سرور شاہ صاحبؓ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی نماز

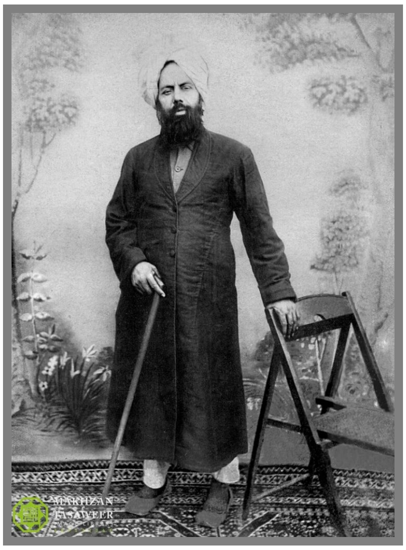

جب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام صلوٰۃ پڑھتے ہیں تو کعبہ کی طرف رخ کر کے اللہ اکبر کہتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو اوپر اُٹھاتے ہیں یہاں تک کہ انگلیاں دونوں کانوں کے برابر ہو جاتی ہیں اور پھر دونوں کو نیچے لا کر سینہ یعنی دونوں پستانوں کے اوپر یا ان کے متصل نیچے اس طور پر باندھتے ہیں کہ بایاں ہاتھ نیچے اور دایاں ہاتھ اوپر ہوتا ہے اور عموماً ایسا ہوتا ہے کہ داہنے ہاتھ کی تینوں درمیانی انگلیوں کے سرے بائیں کہنی تک یا اس سے کچھ پیچھے ہٹے ہوئے ہوتے ہیں اور انگوٹھے اور کنارے کی انگلی سے پکڑا ہوتا ہے اور اگر اس کے خلاف اوپر یا نیچے یا آگے بڑھا کر یا نیچے ہٹا کر یا ساری انگلیوں سے کوئی پکڑ کر ہاتھ باندھتا ہے تو کوئی اس پر اعتراض نہیں کرتا۔ آپ ہاتھ پر ہاتھ باندھ کر پڑھتے ہیں۔ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ یا پڑھتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰھُمَّ نَقِّنِیْ مِنْ خَطَایَایَ کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰھُمَّ اغْسِلْ خَطَایَایَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿۱﴾
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿۳﴾ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ﴿۴﴾ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ﴿۵﴾ اِہْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ۔ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ﴿۷﴾

اس کے بعد کوئی سورت یا قرآن مجید کی کچھ آیتیں پڑھتے ہیں اور فاتحہ میں جو اِھْدِنَا ... الخ کی دعا ہے۔ اس کو بہت توجہ سے اور بعض دفعہ بار بار پڑھتے ہیں اور فاتحہ کے اوّل یا بعد سورۃ کے پہلے یا پیچھے غرض کھڑے ہوتے ہوئے اپنی زبان میں یا عربی میں علاوہ فاتحہ کے اور اور دعائیں بڑی عاجزی وزاری اور توجہ سے مانگتے ہیں اور پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں جاتے ہیں اور دونوں ہاتھوں سے اپنے دونوں گھٹنوں کو انگلیاں پھیلا کر پکڑتے ہیں اور دونوں بازوؤں کو سیدھا رکھتے ہیں اور پیٹھ اور سر کو برابر رکھتے ہیں اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ یا پڑھتے ہیں: سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِکَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ تین یا تین سے زیادہ دفعہ پڑھتے ہیں اور رکوع کی حالت میں اپنی زبان میں یا عربی زبان میں جو دعا کرنی چاہیں کرتے ہیں اس کے بعد سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتے ہوئے سیدھے کھڑے ہو جاتے ہیں اور کھڑے کھڑے رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ یا اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْہِ کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَیَرْضٰی۔ یا اس کے سوا اور کوئی

ماثورہ کلمہ کہتے ہیں اور اس کے بعد جو دعا کرنی چاہتے ہیں۔ اپنی زبان میں یا عربی میں کرتے ہیں اور پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے نیچے جاتے ہیں اور پہلے گھٹنے اور پھر ہاتھ اور پھر ناک اور پیشانی یا پہلے ہاتھ اور پھر گھٹنے اور پھر ناک اور پیشانی زمین پر رکھ کر سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی یا سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِکَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ۔ کم سے کم تین دفعہ یا اس سے زیادہ طاق پڑھتے ہیں اور چونکہ حدیثوں میں آیا ہے کہ سجدہ میں بندہ اپنے رب سے بہت قریب ہوتا ہے اور یہ بھی آیا ہے کہ سجدہ میں دعا بہت قبول ہوتی ہے لہٰذا سجدہ میں اپنی زبان یا عربی زبان میں بہت دعائیں کرتے ہیں اور سجدہ کی حالت میں اپنے دونوں پاؤں کو کھڑا رکھتے ہیں اور ان کی انگلیوں کو قبلہ کی طرف متوجہ رکھتے ہیں اور دونوں ہاتھوں کے درمیان سر رکھتے ہیں اور دونوں بازوؤں کو اپنے دونوں پہلوؤں سے جدا کر کے اور دونوں کہنیوں کو زمین سے اُٹھا کر رکھتے ہیں۔

ہاں جب لمبا سجدہ کرتے ہوئے تھک جاتے ہیں تو اپنی دونوں کہنیوں کو دونوں گھٹنوں پر رکھ کر سہارا لے لیتے ہیں۔ اس کے بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے سر اُٹھا کر گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتے ہیں اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھ لیتے ہیں اور بیٹھ کر

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْفَعْنِیْ
وَاجْبُرْنِیْ وَارْزُقْنِیْ یا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ

تین دفعہ پڑھتے ہیں۔ اس کے علاوہ اپنی زبان میں یا عربی زبان میں جو دعا چاہتے ہیں کرتے ہیں اور پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے پہلے سجدہ کی مانند سجدہ کرتے ہیں اور پہلے سجدہ کی مانند اس میں بھی وہی کچھ پڑھتے ہیں جو کہ پہلے سجدہ میں پڑھا تھا اور دوسرے سجدہ میں بھی دعاؤں مانگتے ہیں اور پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور سوائے پہلے تکبیر اور سبحانک اللّٰہ اور اعوذ باللہ کے بعینہٖ پہلی رکعت کی مانند دوسری رکعت پڑھتے ہیں اور دونوں سجدہ کے بعد اس طرح بیٹھ جاتے ہیں جیسا کہ دو سجدوں کے درمیان بیٹھا کرتے ہیں۔ ہاں اس قدر فرق ہوتا ہے کہ پہلے سجدہ کے بعد جب بیٹھتے ہیں تو دونوں ہاتھوں کی انگلیاں قبلہ کی طرف سیدھی ہوتی ہیں اور دوسری رکعت کے دونوں سجدوں کے بعد جب بیٹھتے ہیں تو اپنے بائیں ہاتھ کو تو ویسا ہی رکھتے ہیں اور پھر التحیات پڑھتے ہیں اور وہ یہ ہے:

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ
اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی
عِبَادِاللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

اور یہ کہتے ہوئے اس انگلی کو اُٹھا کر اشارہ کرتے ہیں اور پھر ویسی ہی رکھ دیتے ہیں جیسے کہ پہلے رکھی ہوئی تھی۔ پھر وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ پڑھتے ہیں۔

پس اگر تین چار رکعتیں پڑھنی ہوتی ہیں تو اس کے بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور پھر باقی رکعتوں کو ویسا ہی پڑھتے ہیں جیسا کہ دوسری رکعت کو پڑھا تھا اور پھر ان کو ختم کر کے اخیر میں پھر اسی طریق سے یا داہنے پاؤں کو کھڑا کر کے اور بائیں پاؤں کو داہنے طرف باہر نکال کر زمین پر بیٹھ جاتے ہیں اور یہ التحیات پڑھتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اس کے بعد پھر کوئی دعا مقرر نہیں بلکہ جو چاہتے ہیں دعا مانگتے ہیں اور ضرور مانگتے ہیں۔ اس کے بعد داہنی طرف منہ پھیر کر کہتے ہیں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ تم پر اللہ کی رحمت اور سلام ہو اور پھر بائیں طرف منہ پھیر کر اسی طرح کہتے ہیں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ۔ پس اللہ اکبر سے نماز شروع ہوتی ہے اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ پر ختم ہوتی ہے۔

یہ وہ نماز ہے جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ان کے اہل علم اور مخلص مہاجرات دن ساتھ رہنے والے اصحاب پڑھتے ہیں۔

(از فتاویٰ حضرت مسیح موعودؑ ص85-87)

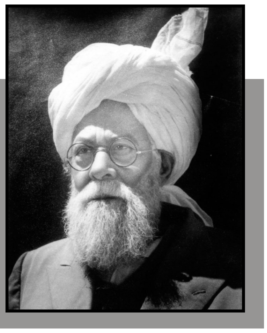

يَا اِبْرَاهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا (الصّٰفّٰت:106)

عیدالاضحیہ اور قربانی کا پس منظر

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ

آج کی عید جو عیدالاضحیہ کہلاتی ہے یہ وہ عید ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے لڑکے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کی یادگار کے طور پر اسلام میں منائی جاتی ہے۔ یہ وہ عید ہے جو ہر سچے مسلمان سے یہ اقرار لیتی اور اس سے یہ عہد کراتی ہے کہ اس کی زندگی اس کی جان اور اس کا مال صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے اور وہ ہر وقت اپنی جان اور اپنے مال کو قربان کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہے۔ پس یہ عید اپنے اندر نہایت اہمیت رکھتی ہے اور یہ خدا تعالے کے سامنے مومنوں کے اخلاص کے اظہار کے لیے عظیم الشان مواقع میں سے ایک موقع ہے...

حضرت ابراهیمؑ

کو رویاء میں نظر آیا کہ وہ اپنے بیٹے کی قربانی دے رہے ہیں تو آپ نے اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ سے اس کا ذکر کیا کہ رویا میں میں نے دیکھا ہے کہ میں تمھیں قربان کر رہا ہوں حضرت اسمٰعیلؑ نے اپنے باپ سے یہ سنکر اس پر آمادگی کا اظہار کیا اور کہا آپ اسے پورا کیجئے۔ مجھے اس میں ہرگز عذر نہیں ہوسکتا اور میں بخوشی اس کے لئے تیار ہوں اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام چھری لے کر اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہو گئے آپ نے اپنے بیٹے کو زمین پر گرایا اور جب چھری چلانے لگے تو ذبح کرنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا : بس بس! يَا بَرَاهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۔ اے ابراہیمؑ! تو نے اپنی خواب پوری کر دی۔ اب اس قربانی کی ضرورت نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے : وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ہم نے اس کی جگہ ایک اور ذبیحہ پیش کر دیا۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ ذبیحہ کونسا تھا؟

اب سوال یہ ہے کہ وہ ذبیحہ کونسا تھا؟

بائبل سے پتہ لگتا ہے کہ خدا تعالے نے اس کی جگہ مینڈھے کو قربان کرنے کا حکم دیا۔ مگر سوال یہ ہے کہ جب رویا والی انسانی قربانی سے مراد حقیقی قربانی نہ تھی اور خدا تعالے نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کی نیت کو ہی دیکھ کر کہہ دیا کہ بس تمہاری قربانی ہوگئی۔

جانور کی قربانی کا حکم دینے کی ضرورت ہی کیا تھی؟

اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کے ذریعہ انسانی قربانی کے رواج کو ہمیشہ کے لئے بند کر دیا۔ اس سے پہلے لوگ انسانوں کی قربانی دیا کرتے تھے اور بڑے بڑے زاہد جو نیکی اور تقویٰ کی راہوں کو اختیار کرتے تھے اپنا آخری امتحان یہ سمجھتے تھے کہ اپنی اولاد کو خدا تعالے کی راہ میں قربان کر دیں۔

حضرت ابراہیمؑ بھی اسی رواج کو مدنظر رکھتے ہوئے انسانی قربانی کے لئے کھڑے ہو گئے اور آپ نے رؤیا سے یہ سمجھا کہ خدا تعالے کہتا ہے اپنے بیٹے کو قربان کر دو اور اس خیال سے کہ غالباً اس رویا سے مراد ظاہری صورت میں بیٹے کی قربانی ہے وہ اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہو گئے مگر خدا تعالے نے اس سے منع کر کے بتا دیا کہ ہم آئندہ کے لئے انسانی قربانی کا رواج بند کرتے ہیں اور یہ بھی بتا دیا کہ اگر کوئی رویا میں اپنے بچے کو ذبح کرتے دیکھے تو اس کی جگہ دنبے کی قربانی کرے۔ اور آج کے بعد انسانوں کی بجائے جانوروں کی قربانی کی جائے۔ پس اللہ تعالے نے حضرت ابراہیمؑ کو انسانی قربانی کے لئے اس لئے کہا تھا کہ اس طرح سے انسانی قربانی کو بند کر دے۔

(از خطبہ عیدالاضحیہ فرمودہ 5/نومبر 1946ء)

۴

اخبار الفضل قادیان دار الامان ۲۲ ستمبر ۱۹۱۷ء

مسائل متعلقہ ذی الحجہ

بحکم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

ماہ ذی الحجہ میں جن کو اللہ تعالیٰ توفیق دیوے ان کے لئے اعلیٰ اور ارفع کام حج بیت اللہ ہے لیکن یہ تو امت کے بعض افراد کو ہی میسر ہے ایسی عبادات جس میں اکثر لوگ

(۸) اگر دو سالہ مینڈھا یا بکرا نہ ملے تو ایک سالہ بھی ہو سکتا ہے۔ اور دنبہ سال سے کم کا بھی ہو تب بھی جائز ہے۔

(۹) اور جو لوگ قربانی کرنے کا ارادہ کریں ان کو چاہیے کہ ذی الحجہ کی پہلی تاریخ سے لیکر قربانی کرنے تک حجامت نہ کرائیں اس امر کی طرف ہماری جماعت کو خاص توجہ کرنی چاہیے۔ کیونکہ عام لوگوں میں اس سنت پر عمل

مسائل متعلقہ ذی الحجہ

بحکم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ

1۔ ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی فجر کی نماز کے بعد سے لیکر تیرہویں تاریخ کی عصر تک بعد سلام نماز فرض کے حسب ذیل تکبیرات کہیں اَللّٰہُ اَکْبَرْ اَللّٰہُ اَکْبَرْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرْ اَللّٰہُ اَکْبَرْ وَلِلّٰہِ الْحَمْد۔سہ دفعہ۔یہ تکبیرات باآواز بلند ہوں تو نہایت انسب ہے۔

2۔دسویں تاریخ کو سورج کے بلند ہونے کے بعد دو رکعت نماز صلوٰۃ العید جماعت کے ساتھ ادا کرے۔

3۔بعد نماز عید قربانی کرنی چاہیے۔قربانی کا وقت عید کی نماز کے بعد شروع ہوتا ہے اور بارہویں تک اتفاقاً ختم ہوتا ہے لیکن بعض کے نزدیک تیرھویں تاریخ کے عصر تک ہے۔

4۔قربانی اونٹ، گائے، دنبہ، بکرے سے ہوسکتی ہے۔بھیڑ بھینس کو بھی حنفی علماء نے جائز رکھا ہے۔اونٹ پانچ سال کا، گائے تین سال کی، بکری دنبہ دوسال کا بشرطیکہ یہ قربانی کے حیوانات لنگڑے، اندھے، یک چشم، نہایت دبلے، کان کٹے اور بیمار نہ ہوں۔سینگ ٹوٹا بھی مناسب نہیں۔ہاں نر خصی اور آنڈل قربانی میں یکساں ہیں۔

5۔گائے اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے ہوسکتی ہے

6۔قربانی سنت مؤکدہ ہے۔جس شخص میں قربانی دینے کی طاقت ہو وہ ضرور کرے۔

7۔قربانی کا گوشت خواہ خود استعمال کرے چاہے صدقہ کرے اور اس کی کھال اگر گھر میں رکھے تو ایسی چیز تیار کرائے جس کو عام استعمال کرسکیں۔احمدیوں کو صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کھال یا اس کی قیمت صدقات میں ارسال کرنا چاہیے۔

8۔اگر دو سالہ مینڈھا یا بکرا نہ ملے تو ایک سالہ بھی ہوسکتا ہے اور دنبہ سال سے کم کا بھی ہو تب بھی جائز ہے۔

9۔اور جو لوگ قربانی کرنے کا ارادہ کریں ان کو چاہیے کہ ذی الحجہ کی پہلی تاریخ سے لے کر قربانی کرنے تک حجامت نہ کرائیں۔اس امر کی طرف ہماری جماعت کو خاص توجہ کرنی چاہیے کیونکہ عام لوگوں میں اس سنت پر عمل کرنا مفقود ہوگیا ہے۔

(از الفضل قادیان 22 ستمبر 1917ء)

منظوری تاریخ اجتماع مجلس انصار اللہ بھارت 2025ء

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس انصار اللہ بھارت کا سالانہ اجتماع قادیان دار الامان میں 24، 25 اور 26 اکتوبر 2025ء بروز جمعہ، ہفتہ، اور اتوار منعقد کرنے کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔اراکین اس بابرکت اجتماع میں شرکت کیلئے ابھی سے دعائیں کرتے ہوئے تیاریاں شروع کردیں۔اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے اس اجتماع کو کامیاب فرمائے۔آمین۔(قائد عمومی مجلس انصار اللہ بھارت)

فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ ○ وَادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ ○ (الفجر 30-31)

یہ ہیں عباد الرحمٰن!

اُس رُخ کو دیکھنا ہی تو ہے اصل مُدّعا جنّت بھی ہے یہی کہ مِلے یارِ آشنا!

از افاضات ارشادات حضرت امیر المؤمنین خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

۞ عبادالرحمن زمین پر نہایت انکساری اور وقار کے ساتھ قدم رکھتے ہیں، ان کی چال میں تکبر یا رعونت کا شائبہ تک نہیں ہوتا، بلکہ عاجزی ان کے ہر عمل سے جھلکتی ہے۔

۞ جب جاہل اور بے وقوف لوگ اپنی نادانی کے سبب ان سے سخت کلامی کرتے ہیں تو وہ غصے اور انتقام کی بجائے امن وسلامتی پر مبنی جواب دیتے ہیں، جو ان کی اعلیٰ ظرفی اور تحمل مزاجی کا مظہر ہوتا ہے۔

۞ عبادالرحمن اپنی راتوں کا ایک قیمتی حصہ اپنے ربّ ذوالجلال کی عبادت میں بسر کرتے ہیں، وہ عاجزی سے سجدے کرتے اور خشوع وخضوع سے قیام میں کھڑے رہتے ہیں، یوں وہ اپنے خالق کے ساتھ ایک گہرا روحانی تعلق استوار کرتے ہیں۔

۞ عبادالرحمن ہمیشہ اس خوف سے لرزاں رہتے ہیں کہ کہیں ان کے اعمال انہیں جہنم کے دردناک عذاب کا مستحق نہ بنا دیں، اس لیے وہ مسلسل گڑگڑا کر اس سے پناہ مانگتے رہتے ہیں کیونکہ یہ ایک دائمی اور انتہائی برا ٹھکانہ ہے۔

۞ عبادالرحمن اپنے مال کو خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچی اور بے جا اسراف سے اجتناب کرتے ہیں اور وہ اپنی دولت کو محض جمع کرنے کی لالچ میں بخل اور کنجوسی کا مظاہرہ نہیں کرتے ہیں، بلکہ وہ اعتدال کی راہ اختیار کرتے ہیں۔

۞ عبادالرحمن کا یہ پختہ ایمان ہوتا ہے کہ اللہ وحدہ لاشریک ہے اور وہ اس کے ساتھ کسی بھی دوسرے معبود کو شریک نہیں ٹھہراتے، وہ ہر قسم کے چھوٹے بڑے شرک سے مکمل طور پر دوری اختیار کرتے ہیں۔

۞ عبادالرحمن کسی بھی ایسی جان کو ناحق قتل کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے جسے اللہ رب العزت نے حرمت عطا فرمائی ہے، وہ انسانی جان کی قدر و قیمت کو بخوبی سمجھتے ہیں اور کسی پر ظلم روا نہیں رکھتے۔

۞ عبادالرحمن زنا جیسے قبیح فعل کے قریب بھی نہیں پھٹکتے، وہ نہ صرف عملی طور پر اس سے دور رہتے ہیں بلکہ ہر اس خیال اور عمل سے بھی مجتنب رہتے ہیں جو انہیں اس گناہ کی طرف راغب کر سکتا ہو۔

۞ عبادالرحمن اپنی زندگی میں کبھی جھوٹ کا سہارا نہیں لیتے اور نہ ہی کسی معاملے میں غلط بیانی کرتے ہیں، وہ ہر حال میں سچائی اور راستی پر قائم رہتے ہیں اور جھوٹی گواہی دینے سے سختی سے پرہیز کرتے ہیں کیونکہ یہ معاشرے کی بنیادوں کو ہلا دیتی ہے۔

⟵

۞ عبادالرحمن جب کسی لغو اور بے ہودہ بات یا کام کے پاس سے گزرتے ہیں تو اس میں مشغول ہونے کی بجائے وقار اور عظمت کے ساتھ اپنا راستہ بدل لیتے ہیں، وہ ایسی محافل اور سرگرمیوں سے دوری اختیار کرتے ہیں جو انہیں اللہ سے غافل کردیں۔

۞ جب انہیں ان کے پروردگار کی واضح آیات اور نصیحتیں سنائی جاتی ہیں تو وہ ان پر بہرے اور اندھے بن کر بے توجہی نہیں برتتے، بلکہ پوری توجہ اور تدبر کے ساتھ سنتے ہیں اور ان پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں تاکہ اپنی روحانیت کو جلا بخش سکیں۔

۞ عبادالرحمن اپنی زندگیوں میں اپنی بیویوں اور اپنی اولاد کے نیک اور صالح ہونے کی دلی دعا کرتے ہیں تاکہ وہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث بنیں اور انہیں روحانی سکون عطا کریں، نیز وہ انہیں متقیوں کا امام بنانے کی بھی دعا کرتے ہیں۔

۞ عبادالرحمن صبر کرنے والے لوگ ہیں جنہیں ان کے صبر اور استقامت کے نتیجے میں جنت کے بلند و بالا بالاخانے بطور انعام عطا کیے جائیں گے، جہاں فرشتے ان کا نہایت احترام اور محبت کے ساتھ استقبال کریں گے اور انہیں سلامتی اور رحمت کی لازوال بشارتیں دیں گے۔

(ماخوذ از خطبہ جمعہ 25/ستمبر 2009ء)

(تیار کردہ: ابو ندیم قادیان)

احمدی اٹھ کہ وقت خدمت ہے یاد کرتا ہے تجھ کو ربِّ عباد
فتح تیرے لئے مقدر ہے تیری تائید میں ہے ربّ عباد

(کلام محمود)

فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ ○ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ○

(آ اور میرے بندوں میں داخل ہو جا۔ آ اور میری جنت میں داخل ہو جا۔)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عباد میں داخل ہونا ایک بہت بلند مقام ہے جو نفسِ مطمئنہ رکھنے والوں کو حاصل ہوتا ہے... جو لوگ اس کے احکام کی اطاعت کرتے ہیں وہ تو اُس کے بندے کہلاتے ہیں اور جو نہیں کرتے وہ خدا کے بندے نہیں کہلاتے بلکہ شیطان کے یا اپنے نفس کے بندے ہوتے ہیں۔ ان آیات میں خدا تعالیٰ نے کچھ صفات بیان فرمائی ہیں اور بتایا ہے کہ خدا تعالیٰ کے پاک نفس بندے کن صفات کے حامل ہوتے ہیں... جس طرح سورج زمین کو اپنی شعاعوں سے منور کرتا اور ہر قسم کی تاریکیوں کو دُور کرتا ہے اسی طرح وہ لوگ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہیں وہ آپ کے فیضِ صحبت کی برکت سے دنیا کو ہر قسم کی علمی اور عقلی روشنی بہم پہنچا رہے ہیں اور انہیں اخلاق اور مذہب اور روحانیت کے میدان میں ہلاکت اور بربادی کے گڑھوں سے بچاتے ہوئے ترقی اور کامیابی کی راہیں دکھا رہے ہیں اور جس طرح چاند سورج سے نور اخذ کرتا اور زمین پر اپنی فرحت بخش روشنی پھیلا دیتا ہے۔''

(تفسیر کبیر جلد 9 ص 186 ایڈیشن 2023ء یوکے)

''اب تو ہمارے بندوں میں داخل ہو جا یعنی جس طرح انسان اپنے ماتحت افراد یا اپنی مملوکہ اشیاء کی حفاظت کرتا ہے اسی طرح اب تجھ پر حملہ کرنا مجھ پر حملہ کرنا ہے۔ تجھے دکھ دینا میری غیرت کو بھڑکانا ہے۔ تو میرے غلاموں میں داخل ہو گیا ہے اب کسی کی مجال نہیں کہ وہ تجھ پر ہاتھ ڈال سکے۔ اگر اس کے بعد بھی کسی شخص نے تجھ کو غلام بنانا چاہا تو چونکہ تو میرا غلام ہے اس لئے میں خود اس سے لڑوں گا اور اسے اس اہانت کی سزا دوں گا۔ دنیا میں لوگ غلاموں سے بڑی بڑی خدمتیں لیتے اور انہیں کئی قسم کے عذابوں میں مبتلا رکھتے ہیں مگر فرماتا ہے جو میرا غلام بن جائے میں اسے اپنی جنت میں لے جاتا ہوں۔ تو چونکہ میرا غلام بن گیا ہے اس لئے اے میرے بندے آ اور میری جنت میں داخل ہو جا۔''

(تفسیر کبیر جلد 12 ص 285 ایڈیشن 2023ء یوکے)

مسائل زکوٰۃ

زکوٰۃ، اسلام کا ایک بنیادی رکن ہے اور دیگر ارکان کی طرح اس کی ادائیگی بھی فرض ہے۔یعنی ہر صاحب نصاب مسلمان زکوٰۃ ادا کرنے کا پابند ہے۔زکوٰۃ ادا کرنا کیوں ضروری ہے؟

اس سلسلہ میں اسلامی نظریہ اس طرح سے ہے کہ:

1۔لوگ جن ذرائع سے دولت کماتے ہیں مثلاً زمین، پانی اور معدنیات وغیرہ۔وہ تمام بنی نوع انسان کیلئے پیدا کئے گئے ہیں۔

2۔ہر مال کے پیدا کرنے میں لازماً دولت پیدا کرنے والے شخص کے علاوہ بے شمار دوسرے لوگوں کی امداد کا بھی حصہ ہوتا ہے۔

پس دوسرے لوگوں کا حصہ ادا کرنے اور اس طرح سے مال کو دوسروں کے حق سے پاک کرنے کی خاطر اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کا مقدس فریضہ عائد کیا ہے۔ (ماخوذ از فقہ احمدیہ)

ہر صاحب نصاب کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ زکوٰۃ کی رقم خلیفۂ وقت کی زیر نگرانی جاری مرکزی بیت المال میں جمع کرے۔از خود زکوٰۃ کی رقم تقسیم کرنا خلاف احکام شریعت ہے۔

اموال زکوٰۃ کی بابت سیدنا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:"یاد رکھنا چاہئے کہ یہ ٹیکس جسے زکوٰۃ کہتے ہیں آمدن پر نہیں ہے بلکہ سرمایہ اور نفع سب کو ملا کر اس پر لگایا جاتا ہے اور اس طرح اڑھائی فیصد درحقیقت بعض دفعہ نفع کا پچاس فیصدی بن جاتا ہے۔"

(احمدیت یعنی حقیقی اسلام بحوالہ انوار العلوم جلد 8 صفحہ 306)

الغرض شرح زکوٰۃ پورے سرمائے کا چالیسواں حصہ یعنی اڑھائی فیصد ہے اور زکوٰۃ کا نصاب اس طرح سے ہے۔

چاندی ساڑھے باون تولے/سونا ساڑھے سات تولے/نقدی ساڑھے سات تولے سونے کی قیمت کے برابر نقدی۔

40 سے زائد بھیڑ، بکریاں/ 30 سے زائد گائے/ 5 سے زائد اُونٹوں پر زکوٰۃ فرض ہے۔

(ماخوذ از فقہ احمدیہ حصہ عبادات صفحہ 363-365)

زکوٰۃ کی برکات اور اس کی فرضیت

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَ (المومنین:5) یعنی وہ خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور یہ ایک نتیجہ یہ ہوتا ہے عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ کا۔جبکہ دنیا سے محبت ٹھنڈی ہو جائے گی تو اس کا لازمی نتیجہ ہو گا کہ وہ خدا کی راہ میں خرچ کریں گے اور خواں قارون کے خزانے بھی ایسے لوگوں کے پاس جمع ہوں وہ پروا نہیں کریں گے اور خدا کی راہ میں دینے سے نہیں جھجکیں گے۔

ہزاروں آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ وہ زکوٰۃ نہیں دیتے یہاں تک کہ اُن کی قوم کے بہت سے غریب اور مفلس آدمی تباہ اور ہلاک ہو جاتے ہیں مگر وہ ان کی پروا بھی نہیں کرتے حالانکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہر ایک چیز پر زکوٰۃ دینے کا حکم ہے یہاں تک کہ زیور پر بھی ہاں جواہرات وغیرہ چیزوں پر نہیں اور جو امیر نواب اور دولت مند لوگ ہوتے ہیں ان کو حکم ہے کہ وہ شرعی احکام کے بموجب اپنے خزانوں کا حساب کر کے زکوٰۃ دیں لیکن وہ نہیں دیتے۔

اس لئے خدا فرماتا ہے: عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ (المومنون:4) کی حالت تو اُن میں تب پیدا ہو گی جب وہ زکوٰۃ بھی دیں گے یا زکوٰۃ کا دینا لغو سے اعراض کرنے کا ایک نتیجہ ہے۔

(ملفوظات: جلد 10/ص 64)

حج اور عشق الٰہی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

عشق بھی ایک جنون ہوتا ہے، کپڑوں کو سنوار کر رکھنا یہ عشق میں نہیں رہتا...غرض یہ نمونہ جو انتہائے محبت کا لباس میں ہوتا ہے وہ حج میں موجود ہے...پھر قربانی میں بھی کمال عشق دکھایا ہے۔

(الحکم مورخہ 24/جولائی 1902ء)

تازہ ارشادات
حضرت امیرالمؤمنین
ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

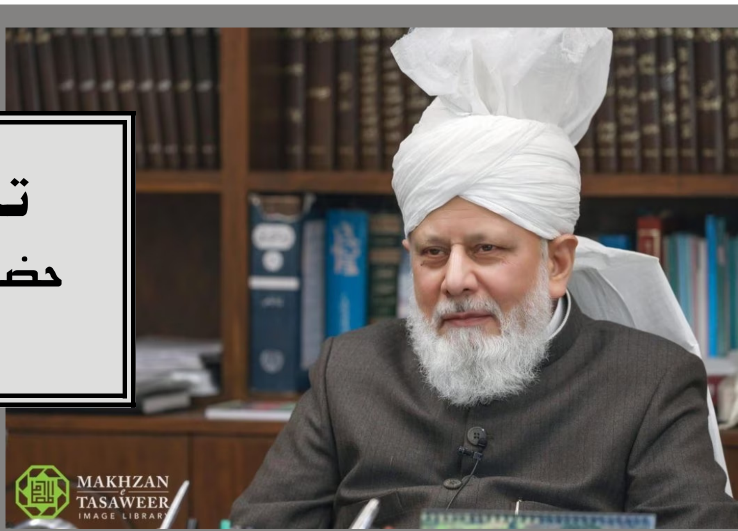

نصاب زکوٰۃ اور سونا

حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:
سونے اور چاندی کا الگ الگ نصاب اور الگ الگ شرح مقرر ہے اور اسی کے مطابق جماعت احمدیہ میں زکوٰۃ کا نظام رائج ہے، جو بالکل ٹھیک اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے عین مطابق ہے۔ اس لیے جس کے پاس چاندی ہو اس سے چاندی کے نصاب اور شرح کے مطابق زکوٰۃ لی جاتی ہے اور جس کے پاس سونا ہو اس سے سونے کے نصاب اور شرح کے مطابق زکوٰۃ وصول کی جاتی ہے....
سونے کی زکوٰۃ کے لیے بھی چاندی کو ہی معیار رکھ لیا جائے تو غریبوں اور کم تنخواہ پانے والوں، یہاں تک کہ سرکاری دفاتر سے معمولی سی تنخواہ لینے والے ملازمین پر بھی زکوٰۃ واجب ہو جائے گی جو زکوٰۃ کی روح کے خلاف ہے کیونکہ زکوٰۃ کا بنیادی فلسفہ تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ۔ (صحیح بخاری کتاب الزکاۃ بَاب وُجُوبِ الزَّكَاةِ) ہے۔ یعنی امیر لوگوں سے زکوٰۃ وصول کی جائے اور غریبوں میں تقسیم کی جائے۔
باقی جہاں تک نقد روپے پر زکوٰۃ واجب ہونے کی بات ہے تو اس وقت چونکہ دنیا کی اکثریت سونے کو ہی معیار زر اپنائے ہوئے ہے اس لیے نقد روپے کی زکوٰۃ میں بھی سونے کو ہی معیار سمجھا جائے گا۔ ہاں اگر آئندہ زمانہ میں کبھی دنیا میں معیار زر میں تبدیلی ہوتی ہے اور سونے کو چھوڑ کر کسی اور چیز کو دنیا معیار زر ٹھہراتی ہے تو نقد روپے کی زکوٰۃ کے لیے اس وقت اس پر غور کیا جا سکتا ہے۔
(بحوالہ بنیادی مسائل کے جوابات/ الفضل انٹرنیشنل 19 اگست 2023ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

زکوٰۃ کی ادائیگی کے بارے میں بعض سوال ہوتے ہیں۔
یہ بنیادی حکم ہے۔ جن پر زکوٰۃ واجب ہے ان کو ضرور ادا کرنی چاہئے اور اس میں بھی کافی گنجائش ہے۔ بعض لوگوں کی رقمیں کئی کئی سال بنکوں میں پڑی رہتی ہیں اور ایک سال کے بعد بھی اگر رقم جمع ہے تو اس پہ بھی زکوٰۃ دینی چاہئے۔ پھر عورتوں کے زیورات ہیں ان پر زکوٰۃ دینی چاہئے۔ جو کم از کم شرح ہے اس کے مطابق ان زیورات پہ زکوٰۃ ہونی چاہئے۔ پھر بعض زمینداروں پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے ان کو اپنی زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے۔ تو یہ ایک بنیادی حکم ہے اس پر بہرحال توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ (خطبہ جمعہ 31/مارچ 2006ء)

عورت اقامت نہیں کہہ سکتی!

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

عورت اقامت نہیں کہے گی خواہ گھر میں ہی نماز ہو رہی ہو کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت نہیں دی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں بھی آتا ہے کہ آپ جب کسی مجبوری کی وجہ سے گھر پر نماز ادا کرتے تھے اور حضرت اماں جانؓ کو نماز میں اپنے ساتھ کھڑا کر لیا کرتے تھے (حضور علیہ السلام کے حضرت اماں جانؓ کو ساتھ کھڑے کرنے کی مجبوری بھی حضرت اماں جانؓ نے بیان فرمائی ہوئی ہے) لیکن یہ کہیں نہیں آتا کہ آپ نے حضرت اماں جانؓ کو اقامت کہنے کا ارشاد فرمایا ہو۔ اس لیے اقامت مرد خود ہی کہے گا۔ اور ویسے بھی اقامت کے **متعلق تو حدیث میں بھی آتا ہے کہ بوقت ضرورت امام خود بھی کہہ سکتا ہے۔**

سنن ترمذی میں عمرو بن عثمان بن یعلی بن مرہؓ سے مروی ہے، جسے وہ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا (حضرت یعلی بن مرہؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ وہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے۔ چنانچہ جب وہ ایک تنگ جگہ میں پہنچے تو نماز کا وقت ہو گیا۔ وہاں اوپر آسمان سے بارش برسنے لگی اور نیچے زمین پر کیچڑ ہو گیا۔ **پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری پر سوار رہتے ہوئے اذان دی اور اقامت کہی۔** پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری آگے کی اور اشاروں سے انہیں نماز پڑھاتے ہوئے ان کی امامت کروائی۔ آپ سجدے میں رکوع سے زیادہ جھکتے تھے۔

(جامع ترمذی کتاب الصلاۃ باب مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الدَّابَّةِ فِي الطِّينِ وَالْمَطَرِ)

(بحوالہ: الفضل انٹرنیشنل 28 مئی 2021ء)

کسی مریض کو بال Donate کرنا ثواب کا کام ہے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

بغرض ضرورت عورتوں کے بال کٹوانے میں کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ حج اور عمرہ کی تکمیل پر عورتیں اپنے بال کاٹ کر ہی احرام کھولتی ہیں۔ احادیث میں آتا ہے کہ صحابیات بغرض ضرورت اپنے بال کٹوایا کرتی تھیں۔ البتہ عورتوں کو حلق یعنی سر منڈوانے کی اجازت نہیں۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو عورتوں کی اور عورتوں کو مردوں کی مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے۔ پس عورتوں کو مردوں کی طرز پر بال نہیں کٹوانے چاہئیں۔ لیکن اگر زینت کی خاطر مناسب حد تک بال کٹوائے جائیں جس میں مردوں سے مشابہت پیدا نہ ہوتی ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ کسی مریض کو بال Donate کرنا ثواب کا کام ہے۔ اس میں کوئی حرج کی بات نہیں۔ کیونکہ جب علاج کے سلسلے میں ایک انسان دوسرے انسان کو اپنا خون اور دیگر اعضاء بطور عطیہ دے سکتا ہے تو بال کیوں نہیں دے سکتا۔

(بحوالہ: الفضل 10 اپریل 2021ء)

LOVE FOR ALL
HATRED FOR NONE

٭ منظوم کلام حضرت صاحبزادی سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ ٭

میدان حشر کے تصور سے

نہ روک راہ میں مولا شتاب جانے دے	کھلا تو ہے تری 'جنت کا باب' جانے دے
مجھے تو دامن رحمت میں ڈھانپ لے یونہی	حساب مجھ سے نہ لے، بے حساب جانے دے
سوال مجھ سے نہ کر اے مرے سمیع و بصیر	جواب مانگ نہ اے 'لاجواب' جانے دے
مرے گناہ تیری بخشش سے بڑھ نہیں سکتے	ترے نثار! حساب و کتاب جانے دے
تجھے قسم ترے 'ستّار' نام کی پیارے	بروئے حشر سوال و جواب جانے دے
بلا قریب کہ یہ 'خاک' پاک ہو جائے	نہ کر یہاں مری مٹی خراب جانے دے
رفیقِ جاں مرے، یارِ وفا شعار مرے	یہ آج پردہ دری کیسی؟ پردہ دار مرے

(درعدن ایڈیشن 2008 صفحہ 59)

درعدن

حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ ایک اعلیٰ پایہ کی شاعرہ تھیں۔ آپؓ کی شاعری آپؓ کے اعلیٰ اسلامی، روحانی و اخلاقی جذبات کی عکاسی کرتی ہے۔ درعدن آپؓ کے منظوم کلام کا مجموعہ ہے۔

حضرت صاحبزادی سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ

حضرت مسیح موعودؑ کی صاحبزادی حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ، 2/مارچ 1897ء کو حضرت ام المومنینؓ کے بطن سے پیدا ہوئیں۔ حضورؑ نے آپؓ کو اپنی صداقت کا 37واں نشان قرار دیا۔ حضرت سیّدہؓ بچپن سے ہی صاحبِ رؤیا وکشوف تھیں۔ 17/فروری 1908ء کو آپؓ کا نکاح حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کے ساتھ ہوا۔ آپؓ لجنہ اماء اللہ کی ابتدائی چودہ ممبرات میں بھی شامل تھیں۔ حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کی وفات 22/مئی 1977ء کی شب قریباً اسّی سال کی عمر میں ہوئی۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"معوذتین کے ذریعہ اللہ کی پناہ مانگو، کسی پناہ مانگنے والے کیلئے ان دو سورتوں سے بہتر کوئی سورۃ نہیں" (ابوداؤد)

طالب دعا:

پروفیسر ڈاکٹر کے ایس انصاری سابق امیر و قاضی جماعتِ احمدیہ حیدرآباد،

سابق پرنسپل گورنمنٹ نظامیہ طبی کالج حیدرآباد، سابق میڈیکل سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ نظامیہ جنرل ہسپتال حیدرآباد، سابق ایکسپرٹ جموں کشمیر پبلک سروس کمیشن

ANSARI CLINIC UNANI MANZIL, MAHDIPATNAM, HYDERABAD, TELANGANA

انصاری کلینک یونانی منزل، مہدی پٹنم، حیدرآباد

✆:98490005318

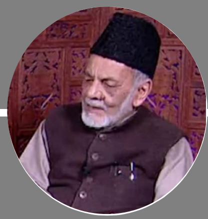

صحابہ رسولؐ اور ذکر الٰہی

خدا کا ذکر ان کی روح کی غذا بن گیا تھا

محترم سید میر محمود احمد ناصر صاحب

ایک روز حضرت معاویہؓ مسجد میں آئے تو دیکھا کہ بہت سے لوگ بیٹھے ہیں اور ذکر الٰہی کا حلقہ بنا ہوا ہے۔ آپ نے ان لوگوں سے پوچھا کہ یہاں کیوں بیٹھے ہو انہوں نے جواب دیا کہ ذکر الٰہی کرتے ہیں۔ پوچھا کہ صرف اسی لئے یہاں بیٹھے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں یہاں بیٹھنے کا مقصد صرف ذکر الٰہی ہے۔ حضرت معاویہؓ نے کہا کہ ایک بار آنحضرت ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور کچھ صحابہؓ کو حلقہ باندھے بیٹھے ہوئے دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ تم کس مقصد سے یہاں بیٹھے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم یہاں اس لئے بیٹھے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں اور اس نے جو احسانات ہم پر کئے ہیں اور دین کی طرف جو ہدایت ہمیں دی ہے اس پر اس کی حمد کریں۔ آپؐ نے فرمایا کیا خدا کی قسم کھا کر کہتے ہو کہ تمہارا مقصد صرف یہی ہے؟ صحابہؓ نے جواب دیا ہاں خدا کی قسم ہمارا مقصد صرف یہی ہے۔ آپؐ نے فرمایا میں نے یہ قسم تمہیں اس لئے نہیں دلوائی کہ مجھے تم پر کوئی شک تھا صرف بات یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے تم پر فخر کرتا ہے۔ (مسلم)

صحابہ کرامؓ کے حالات وواقعات پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ان کی روح کی غذا اور ان کے دل کی لذت بن گیا تھا اور ان کی زبانوں پر سُبْحَانَ اللّٰہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ، اَللّٰہُ اَکْبَر، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ جاری رہتے تھے۔ ان کو خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان ورثہ میں نہیں ملا تھا بلکہ انہوں نے جان اور مال اور عزت اور جذبات اور وقت کی قربانی کر کے خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق کو حاصل کیا تھا اور جب مکہ کی پتھریلی زمین پر تپتی دوپہر میں ننگے بدن ان کو لٹا کر گھسیٹا جاتا تھا تب بھی ان کی زبان سے خدائے واحد کا ذکر بلند ہوتا تھا اور آیات کریمہ کے مطابق صبح وشام، رات اور دن، چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے ان کا دل ودماغ ذکر الٰہی سے معطر رہتا تھا۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ ہمارے سید ومولیٰ ﷺ فداہ نفسی نے فرمایا:

اَللّٰہَ اللّٰہَ فِی اَصْحَابِی

کہ میرے صحابہ میں خدا ہی خدا ہے۔

صحابہ کرامؓ کے دن رات کے ذکر الٰہی کی کیفیت کا اندازہ اس روایت سے ہوسکتا ہے کہ ایک بار آنحضرت ﷺ نے حضرت حارثؓ سے پوچھا کہ کیا حال ہے؟۔ بولے یا رسول اللہ خدا پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا ہر چیز کی ایک حقیقت ہوتی ہے تمہارے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ بولے دنیا سے میرا دل بھر گیا ہے اس لئے رات کو جاگتا ہوں، دن کو بھوکا پیاسا رہتا ہوں گویا مجھ کو خدا کا عرش علانیہ نظر آتا ہے اور اہل جنت کو باہم ملتے جلتے دیکھ رہا ہوں اور گویا اہلِ دوزخ مجھے چیختے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے حقیقت کو پا لیا اب اس پر قائم رہو۔ (اسد الغابہ)

ذکرِ الٰہی کے لئے صحابہ کرامؓ کے جوش و خروش کا یہ عالم تھا کہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ جب نماز سے فارغ ہوتے تو نہایت بلند آہنگی سے ذکر الٰہی کرتے جب میں یہ غلغلہ سنتا تو سمجھ جاتا کہ صحابہؓ نماز پڑھ کر واپس آتے ہیں۔ (مسلم)۔

اسی جوش وخروش کی وجہ سے ایک سفر میں دعا اور ذکر الٰہی کی صدائیں اتنی بلند ہوئیں کہ آنحضرت ﷺ فداہ نفسی نے ازراہ شفقت اس شدت اور بلند آوازی سے صحابہؓ کو منع فرمایا۔

ذکرِ الٰہی کے لئے یہ ذوق وشوق کمزوراور غریب صحابہؓ تک محدود نہ تھا بلکہ امیر وغریب صحابہ سب کے سب اس میں برابر کے شریک تھے۔

حدیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ غریب مہاجرین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ حضور اہل ثروت لوگ بڑے درجات پا گئے ہیں کیونکہ وہ ہماری طرح ہی نمازیں پڑھتے ہیں، ہماری طرح ہی روزے رکھتے ہیں مگر ان کے پاس زائد مال ہے جس کے ذریعہ وہ حج اور عمرہ اور جہاد اور صدقہ میں شریک ہوتے ہیں (مگر ہم ایسا نہیں کر سکتے)۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں ایک ایسی بات نہ بتاؤں جس کے ذریعہ تم اپنے سے پہلوں سے بھی اور بعد میں آنے والوں سے بھی آگے بڑھ جاؤ گے اور کوئی شخص تم سے فضیلت نہ لے جا سکے گا مگر بایں شرط کہ وہ بھی وہی کرنے لگے جو تم کرتے ہو۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ضرور بتایئے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ تم نماز کے بعد 33-33 دفعہ تسبیح تحمید اور تکبیر کیا کرو۔ راوی کہتے ہیں کہ کچھ عرصہ کے بعد وہ غریب مہاجرین پھر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہمارے مالدار بھائیوں نے بھی یہ بات سن لی ہے اور یہ ذکرِ الٰہی انہوں نے بھی شروع کر دیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ کہ پھر یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔

قیامِ نماز

نماز باجماعت ذکرِ الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ کہ میرے ذکر کے لئے نماز باجماعت قائم کرو۔ صحابہؓ کو نماز خصوصاً نماز باجماعت کے اہتمام کا اس قدر احساس تھا کہ بخاری میں آتا ہے کہ جب جماعت ہونے لگتی تو کثرت سے صحابہ کے نماز کی طرف رخ کرنے سے شور ہو جاتا تھا۔ سخت سے سخت مصروفیت میں بھی جب نماز کا وقت آتا تو تمام کاروبار چھوڑ کر سیدھے مسجد کی طرف روانہ ہو جاتے تھے۔ حضرت سفیان ثوریؒ، صحابہؓ کے متعلق فرماتے تھے کہ ’’صحابہؓ بیع وشراء کرتے تھے لیکن نماز مفروضہ کو جماعت کے ساتھ کبھی نہیں چھوڑتے تھے‘‘۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں بازار میں تھا کہ نماز کا وقت آ گیا۔ تمام صحابہ دوکانیں بند کر کے مسجد چلے گئے۔ قرآن مجید کی آیت رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ ان ہی لوگوں کی شان میں نازل ہوئی۔ (فتح الباری)

ایک صحابیؓ کہتے ہیں کہ نماز باجماعت سے صرف ایسا شخص ہی الگ رہتا تھا جس کا نفاق معروف ہوتا تھا مگر صحابہؓ کو نماز باجماعت کی ایسی پابندی تھی کہ بعض لوگ دو آدمیوں کے سہارے سے مسجد میں آ کر شریک جماعت ہوتے تھے۔ (نسائی)

آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ مسجد کی طرف جو قدم اٹھتا ہے اس پر ثواب ملتا ہے اس لئے بعض نماز کو آتے تو قریب قریب قدم رکھتے کہ قدموں کی تعداد بڑھ جائے اور اس پر ثواب ملے۔ (نسائی)

نماز باجماعت میں شرکت کے لئے صحابہ ہر قسم کی تکلیف اٹھانے کے لئے تیار ہوتے اور گرمی، تاریکی، موسم کی خرابی اور اندھیرے راستوں میں سانپ، بچھو کی پرواہ نہ کرتے۔ ظہر کی نماز کے متعلق ابوداؤد میں روایت ہے کہ گرمی کی شدت سے زمین اس قدر گرم ہو جاتی کہ بعض صحابہؓ مٹھی میں کنکریاں اٹھا کر اس کو ٹھنڈا کرتے تھے پھر سامنے رکھ کر اس پر سجدہ کرتے تھے۔ (ابوداؤد)

جس دن حضرت عمرؓ کو زخم لگا جس سے آپ کی شہادت ہوئی اسی رات کی صبح کو لوگوں نے نمازِ فجر کے لئے جگایا تو خوشی کا اظہار

K.Saleem Ahmad	City Hardware Store 89 Station Road Radhanagar Chrompet Chennai - 600044	Ph. 9003254723 email: ksaleemahmed.city@gmail.com

فرماتے ہوئے کہا ہاں جو شخص نماز چھوڑ دے اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔ چنانچہ اسی حالت میں کہ زخم سے مسلسل خون جاری تھا نماز فرض ادا کی۔(موطا)

حضرت ابی ابن کعبؓ

روایت کرتے ہیں کہ ایک انصاری مسلمان کا گھر میرے علم کے مطابق مسجد سے سب سے زیادہ دور تھا لیکن جماعت کے ساتھ اس کی ایک نماز بھی چھٹتی نہ تھی۔ کسی نے اس سے کہا کہ بہتر ہوگا کہ تم ایک گدھا خرید لو اور دوپہر کی گرمی اور رات کے اندھیرے میں اس پر سوار ہو کر مسجد آیا کرو۔ اس نے جواب میں کہا کہ میں تو یہ بھی پسند نہ کروں گا کہ مجھے مسجد کے پہلو میں رہائش کے لئے مکان مل جائے کیونکہ میرا دل چاہتا ہے کہ میرے مسجد کو چل کر آنے اور گھر واپس جانے کا ثواب میرے اعمال نامہ میں لکھا جائے۔ آنحضرت ﷺ نے اس کا جواب سن کر فرمایا "قَدْ جمَعَ اللّٰہُ لَکَ ذٰلِکَ" اللہ تعالیٰ نے یہ سب ثواب اکٹھا کر کے تمہارے لئے رکھا ہے۔

نوافل سے رغبت

نوافل ذکر الٰہی کا خصوصی ذریعہ ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ نوافل کے ذریعہ بندہ اللہ تعالیٰ کے قرب میں بڑھتا چلا جاتا ہے حتی کہ اللہ تعالیٰ بندہ کے ہاتھ اور پاؤں اور آنکھ اور کان بن جاتا ہے۔ صحابہ کرامؓ کو نوافل سے جو رغبت اور الفت تھی اس کا تذکرہ کتب حدیث وسیرۃ میں جابجا ملتا ہے۔ بخاری میں لکھا ہے کہ حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ مغرب کی نماز سے قبل اذان ہوتے ہی کبار صحابہؓ مسجد کے ستونوں کے قریب تیزی سے جاتے اور حضور ﷺ کی امامت کے لئے تشریف لانے تک نوافل میں مصروف رہتے۔(بخاری) اس بارہ میں صحابہؓ کے شوق کا یہ عالم تھا کہ اگر بیرون جات سے آیا ہوا کوئی شخص اس وقت مسجد میں پہنچتا تو اس کو یہ غلط فہمی ہوتی کہ شاید نماز باجماعت ہو چکی ہے اور نمازی سنتوں کی ادائیگی میں مصروف ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک مرتبہ بلالؓ سے فرمایا کہ اسلام لا کر تم نے ثواب کی امید پر جو کام کئے ہیں ان میں سے بہترین کام مجھے بتاؤ کیونکہ میں نے جنت میں اپنے آگے آگے تمہارے قدموں کی چاپ سنی۔ حضرت بلالؓ نے عرض کی کہ میرے خیال میں میرا سب سے بہتر عمل یہ ہے کہ میں نے رات یا دن کی کسی گھڑی میں کبھی وضو نہیں کیا مگر لازماً اس کے ساتھ جتنے نفل کی توفیق ملی وہ بھی ادا کئے ہیں۔

صحابہؓ کے نوافل کے حسن

اور طول کا یہ عالم تھا کہ حضرت انسؓ رکوع کے بعد اور قیام میں اور دونوں سجدوں کے درمیان اس قدر دیر لگاتے کہ لوگ سمجھتے کہ کچھ بھول گئے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو معلوم ہوتا کہ کوئی ستون کھڑا ہے۔ ایک دن رکوع میں اس قدر جھکے رہے کہ ایک شخص نے قرآن مجید کی بقرہ، آل عمران جیسی لمبی لمبی سورتیں پڑھ ڈالیں مگر انہوں نے اس دوران میں سر نہ اٹھایا۔

تہجد کی عادت

نوافل میں نماز تہجد کو جو اہمیت حاصل ہے محتاج بیان نہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی نماز تہجد کا ذکر خود خدا تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں فرمایا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے متعلق ان کے صاحبزادہ سالم روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا عبداللہ کتنا ہی اچھا آدمی ہے اگر وہ رات کو نفل پڑھا کرے۔ سالم کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے اس ارشاد کے بعد ابن عمر رات کو تھوڑا ہی سوتے تھے اور زیادہ وقت نماز تہجد میں گزارتے۔ حضرت ابوہریرہؓ کا گھر رات بھر ذکرِ الٰہی سے اس طرح معمور رہتا تھا کہ انہوں نے اور ان کی بیوی اور خادم نے رات کے تین حصے کر لئے تھے اور ان میں سے ایک جب تہجد سے فارغ ہو چکتا تھا تو دوسرے کو نماز کے لئے جگا دیتا تھا۔

بعض صحابہ کو نماز تہجد میں اتنا غلو ہو جاتا تھا کہ حضور ﷺ ان کو

اعتدال اور میانہ روی کی تلقین کرتے اور اپنے نفس کا حق ادا کرنے کی نصیحت فرماتے۔

حضرت زینب بنت جحشؓ برابر نماز میں مصروف رہتیں اور جب تھک جاتیں تو دو ستونوں میں ایک رسی باندھ رکھی تھی اس سے سہارا لے لیتی تھیں تا کہ نیند نہ آنے پائے۔ آنحضرت ﷺ نے رسی کو دیکھا تو فرمایا کہ ان کو صرف اسی قدر نماز پڑھنی چاہئے جو ان کی طاقت میں ہو اور اگر تھک جائیں تو بیٹھ جانا چاہئے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے وہ رسی کھلوا کر پھینکوادی۔ (بخاری)

صحابہؓ کا شوقِ عبادت

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمروؓ بن عاص کی روایت ہے کہ میں نے ارادہ کرلیا کہ میں اپنی تمام زندگی دن کو روزہ رکھوں گا اور تمام رات نفل پڑھوں گا۔ حضورؐ کو میرے اس ارادہ کی خبر ہوئی تو آپؐ نے پوچھا کیا یہ بات صحیح ہے۔ میں نے جواب دیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں یہ بات صحیح ہے۔ آپؐ نے فرمایا ایسا نہ کرو۔ روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو۔ نماز کے لئے بھی اٹھو اور کچھ دیر رات کو سو کر گزارو اور ہر ماہ تین دن کے روزے رکھ لیا کرو کیونکہ نیکی کا بدلہ دس گنا ہوتا ہے۔ میں نے کہا حضور مجھے اس سے زیادہ طاقت ہے۔ فرمایا دو دن روزہ رکھو اور ایک دن چھوڑ دو۔ میں نے کہا مجھے اس سے بھی زیادہ طاقت ہے۔ فرمایا تو پھر حضرت داؤد علیہ السلام کی سنت کے مطابق ایک دن روزہ رکھو ایک دن چھوڑ دو اس سے زیادہ روزہ رکھنا فضیلت کی بات نہیں...

صحابہؓ کی زندہ دلی

صحابہ کرامؓ اگرچہ ذکر الٰہی کے دلدادہ تھے لیکن خشک صوفیوں کی طرح ان کی زندہ دلی میں کوئی فرق نہ آیا تھا۔ ادب المفرد میں جو امام بخاریؒ کی تصنیف ہے لکھا ہے کہ: ’’آنحضرت ﷺ کے صحابہ مردہ دل اور خشک مزاج نہ تھے۔ ان کی مجلسوں میں دلچسپی کی باتیں ہوتی تھیں۔ جاہلیت کے واقعات کے تذکرے ہوتے اور اشعار پڑھے جاتے۔ ہاں جب کوئی خدا کا کام آجاتا تو ان کی آنکھیں پھر جاتیں اور وہ دیوانہ وار اس کام کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے۔

صحابہ کرامؓ خوب ذکر الٰہی کرتے تھے مگر وہ عمل صالح کے مفہوم کو خوب سمجھتے تھے اور بعد کے زمانہ کے صوفیوں کی طرح ان کا ذکر الٰہی ان کے جہاد فی سبیل اللہ اور اعلائے کلمہ حق اور خدمت دین میں رکاوٹ نہیں بلکہ ممد تھا۔ وہ جہاد کے وقت مصلّوں پر بیٹھ کر ہاؤ ہو کی ضربوں میں مصروف نہیں ہوجاتے تھے بلکہ ان کی راتیں مصلّوں پر گزرتی تھیں اور ان کے دن گھوڑوں کی پشتوں پر۔

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ ۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ۔

(ماخوذ از بشکریہ روزنامہ الفضل ربوہ۔10 اپریل 1999ء)

❁❁❁

طالب دعا:
بی ایم خلیل احمد
ابن محترم بی ایم
بشیر احمد صاحب مرحوم
ابن محترم موسیٰ
رضا صاحب مرحوم
وفیملی

محمدؐ عربی کی ہو آل میں برکت
ہو اس کے حسن میں برکت جمال میں برکت
ہو اس کی قدر میں برکت کمال میں برکت
ہو اس کی شان میں برکت جلال میں برکت
(کلام محمود)

پتہ:
جماعت احمدیہ بنگلور،
کرناٹک
فون نمبر:
9945433262

شہد قدرت کی عطا کردہ ایک نہایت عمدہ غذا

فِیۡہِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ (النحل 70)

(اس میں انسانوں کے لئے ایک بڑی شفا ہے)

محترم مولانا بشیر احمد صاحب آرچرڈ (مرحوم)

* شہد قدرت کی عطا کردہ ایک نہایت عمدہ غذا ہے جس میں ٹامن، معدنیات اور شفا بخش خواص ہیں جسمانی نظام میں یہ داخل ہو کر ہمیں قوت بخشتا ہے۔

* گرم پانی میں ایک چمچہ شہد ڈال کر پینا تھکاوٹ دور کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

* شہد ایسی چیز ہے جو نظام جسم میں فوراً گھل جاتا ہے اور جسم کے ہر خلیہ (سیل) کو دوبارہ زندگی بخشتا ہے اور پھر طرفہ یہ کہ شہد کی عادت بھی نہیں پڑتی ہے۔

* شہد نہ صرف ایک مفید غذا ہے بلکہ کلام الٰہی کے مطابق اس میں طبی خصوصیات بھی ہیں۔ ویسے تو اس کی میڈیکل خصوصیات بہت سی ہیں۔

* وہ شخص جو غذا کے ساتھ روزانہ شہد کھاتا ہے وہ کبھی قبض کی شکایت نہیں کرے گا۔

* شہد میں قدرتی مٹھاس ہے جبکہ سفید چینی سے قبض ہوتی ہے جبکہ براؤن شوگر سے معدہ صاف ہوتا ہے۔

* شہد بچوں کے لئے از حد مفید ہے اور اس سے بچوں کو اسہال کی بیماری نہیں لگتی۔ اگر بچے کو قبض ہو جائے تو دودھ میں شہد ملا کر دیں یہ مؤثر علاج ہے۔

* بعض بچے رات کو سوتے میں بستر پر پیشاب کر دیتے ہیں رات کو شہد دینے سے یہ بیماری دور ہو جاتی ہے۔

* گرم پانی اور شہد اتنا ہی کھانسی کے لئے اچھا ہے جتنا کہ کھانسی کی دوائی۔ اس سے جوڑوں کو آرام ملتا ہے اور نیند خوب آتی ہے اس لئے یہ نیند نہ آنے کا بھی علاج ہے۔

* جو بچے رات کو ڈر کے مارے روتے ہیں یہ اس کا بھی علاج ہے۔

* شہد CERMS کو بھی مارتا ہے اور زخموں پر لگانا بھی اچھا ہے اس سے زخم اور جلے ہوئے جسم کے حصے جلد مندمل ہو جاتے ہیں۔ اندرونی طور پر جوڑوں کا درد اور سوجن بھی اس سے اچھے ہو جاتے ہیں کسی نے شاید ٹھیک ہی کہا ہے کہ شہد جوڑوں پر زبردست اثر کرتا ہے۔

* شہد کی مکھیاں پالنے والے لوگوں کو گردوں کی تکلیف نہیں ہوتی۔

* شہد کی مکھیاں پالنے والوں کا رنگ صاف اور نظر اچھی ہوتی ہے۔

* جو لوگ شہد کھاتے ہیں ان کو سرطان اور اعصابی بیماری نہیں ہوتی۔ دنیا میں کیڑوں کی ان گنت اقسام ہیں۔

(ماخوذ از کتاب: عظیم زندگی ص 100 تا 102)

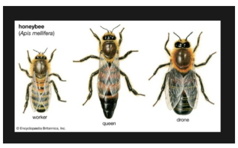

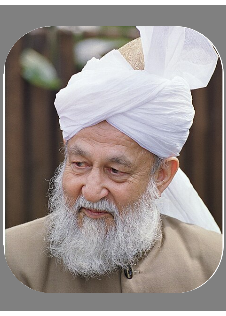

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ

محمود اور ایاز کی کہانی

محمود اور ایاز کی کہانی آپ نے سنی ہوگی..محمود آقا تھا اور ایاز نام تھا محمود بادشاہ تھا۔ ایاز اس کے دربار کا ایک نوکر اور اتنی محبت تھی ایاز کو اپنے محمود سے اور محمود کو اپنے ایاز سے کہ وہ اس زمانہ میں بھی ضرب المثل بن گئی اور آج تک ضرب المثل بنی چلی آرہی ہے۔ کہتے ہیں ہر محمود کا ایک ایاز ہوتا ہے۔ ہر ایاز کو ایک محمود ملتا ہے ... تمام درباری...جانتے تھے کہ ہم سب سے زیادہ اس غلام زادہ سے ہمارا آقا محبت کرتا ہے....

محمود کو بدظن کرنے کے لئے انہوں نے یہاں تک بھی کوششیں کیں کہ ایک دفعہ ایاز کے متعلق مشہور کر دیا کہ یہ رات کو چھپ کر کسی جگہ جاتا ہے۔ بادشاہ سے کہا: آپ تو سمجھتے ہیں بڑا دیانت دار ہے مگر ہے اتنا بددیانت کہ ملک کی ساری دولت سمیٹ سمیٹ کر ایک جگہ چھپائے جا رہا ہے۔ اگر چھاپہ مار کر پتہ کرنا چاہتے ہیں تو ہم آپ کی مدد کرتے ہیں۔ آپ کو ساتھ لے جائیں گے۔ یعنی بغض تو ہر وقت سکیمیں سوچتا ہے کہ کس طرح اس کو نیچا دکھاؤں۔ چنانچہ انہوں نے سکیم بنائی۔

ایاز واقعہ چھپ کر کہیں جایا کرتا تھا اور اس کمرے میں جہاں وہ جاتا تھا بڑے بڑے بھاری تالے پڑے ہوتے تھے۔ کسی اور کی جرات نہیں تھی۔ پہرے تھے۔ کوئی اور داخل نہیں ہوسکتا تھا۔ تو بادشاہ نے کہا۔ چلو میں چلتا ہوں۔ جو آزمائش چاہتے ہو میں اُس میں اُس کو ڈالنے کے لئے تیار ہوں۔ چنانچہ وہاں گئے۔ ایاز کو بھی ساتھ لیا۔ اس کو حکم دیا گیا کہ تالے کھولو۔ اس نے کوشش کی کہ صرف بادشاہ اندر آئے، باقی نہ آئیں۔ لیکن بادشاہ نے کہا: نہیں۔ ان کا الزام ہے۔ مجھے ان کو دکھانا پڑے گا کہ کیا واقعہ ہے۔ چنانچہ جب تالے کھولے گئے تو اس کمرہ میں سوائے پھٹے پرانے کپڑوں کے کچھ بھی نہیں تھا۔ بوسیدہ کپڑے، پھٹی ہوئی ٹوپی، ایک پرانی جوتی کے سوا کچھ نہیں تھا۔ سارے حیران رہ گئے کہ اس کو اتنے تالے لگانے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا مصیبت پڑی تھی کہ راتوں کو چھپ کر ان چیزوں کی زیارت کے لئے یہ آیا کرے۔ تب بادشاہ نے کہا: میں تمہیں یہ حکم دیتا ہوں کہ اس کا راز بتاؤ؟

اس نے کہا: راز یہ ہے کہ آپ یہ میرے بے حد مہربان آقا ہیں۔ آپ نے مجھ پر بے شمار احسانات کئے ہیں۔ میں ان احسانات میں کھو کر اپنی پرانی حیثیت نہیں بھولنا چاہتا تھا۔ میں ہمیشہ اپنے آپ کو یہ یاد کرانا چاہتا تھا کہ

اے ایاز! تیرا یہی دوکوڑی مول ہی تو ہے۔ تو در بدر کی ٹھوکریں کھانے والا ایک عام آدمی ہی تو تھا۔ تیرے کپڑے پھٹے ہوئے تھے۔ جوتے پھٹے ہوئے تھے۔ ٹوپی بوسیدہ تھی۔ کئی کئی وقت تجھے فاقے بھی کرنے پڑتے تھے۔ پس یاد کر اس آقا محمود کے احسان کو۔ اس نے تجھے کہاں سے اٹھایا اور کہاں پہنچا دیا۔

پس اس واقعہ کو بیان کر کے میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ **اللہ سے محبت کرنے کے لئے آپ کو ایاز والے کپڑے بھی رکھنے پڑیں گے۔ یہ یاد رکھنا پڑے گا کہ ہم کیا حقیر چیز ہیں۔ پھر بھی وہ خدا جو ساری کائنات کا مالک ہے ہم سے خود محبت کا سلوک فرماتا ہے۔**

(از مشعل راہ/جلد3 ص59،60)

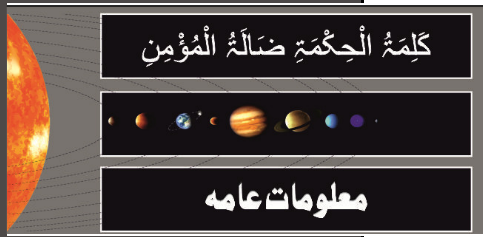

پیوَند

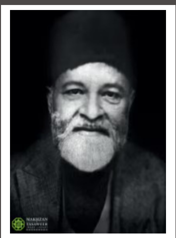

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ

کسی درخت میں مثلاً آم میں اگر پیوند لگایا جائے تو جو پیوند ہوتا ہے۔یعنی نیا اوراوپر والا حصّہ اس کے جو ہر اس درخت کے پھل ہی ظاہر ہوتے ہیں۔اصلی تخم کے جو ہر ظاہر نہیں ہوتے۔جڑ کا اثر صرف زمین سے غذا چوسنا ہے۔وہ پھل پر اثر نہیں کرتی۔پھل پر پتے اور اوپر کی شاخیں اثر رکھتی ہیں۔جیسی وہ ہونگی ویسا پھل ہوگا۔جو عیب تخم میں ہوگا وہ جاتا رہے گا۔جو خوبیاں پیوندکی ہوں گی وہ سب آجائیں گی۔اگر اس پیوندی حصہ کا تخم بویا جائے تو وہ بھی کبھی پورا اپنی اصل پہ نہ جائے۔یہی وجہ ہے کہ باغ لگانے والے آموں میں تخم پر خواہ کتنا ہی اعلیٰ ہو بھروسہ نہیں کرتے۔یہی حال انسان کا ہے۔کبھی انسان اپنی قوم یا خاندان یا اصلیت نیکی اور خوبیوں پر اعتماد اور بھروسہ نہ کرے۔یہ ضروری نہیں کہ ہمیشہ نیکوں کی اولاد نیک ہی ہو۔اس لئے لازم ہوا کہ ہمیشہ انسان اپنا پیوند صادقین سے کرے۔کیونکہ پیوند کے بعد تخم کی سب خصوصیات گم ہوکر اس درخت میں صرف پیوند کے حصہ کی تمام خصوصیات آجاتی ہیں۔اور یہی وہ بات ہے جس کی خاطر بعیت امام اختیار کی جاتی ہے تاکہ سالک بتمامہ اسی رنگ میں نگین ہو جاوے اور درگاہ خداوندی میں اسے قبولیت کا درجہ حاصل ہوجائے۔

(ماخوذ از رسالہ جامعہ احمدیہ۔دسمبر1932ء)

JOTI SAW MILL (P) Ltd. BHADRAK (ODISHA)

JSM

S.A.Quader (Managing Director)
c/o Abdul Qadeer Khan

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے
کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے
(کلام محمود)

اخبارِ مجالس

ریفریشر کورس

ضلع کوئمبٹور (تمل ناڈو)

مجلس انصاراللہ ضلع کوئمبٹور کے عہدیداران مجلس کیلئے
منعقدہ ریفریشر کورس کا ایک منظر

ریفریشر کورس

ضلع ایرناکولم (کیرلہ)

ریفریشر کورس مجلس انصاراللہ ضلع ارناکلم
اسٹیج پر محترم ایم تاج الدین صاحب نائب صدر جنوبی ہند تشریف فرما ہیں

حفظانِ صحت

مجلس انصاراللہ ساگر، کرناٹک

مجلس انصاراللہ ساگر
میں منعقدہ تربیتی
کیمپ میں انصار
کے درمیان کھیلے گئے
بیڈمنٹن میچ کا منظر

تربیتی اجلاس

منعقدہ مجلس انصاراللہ کیرنگ (اڈیشہ)

مجلس انصاراللہ کیرنگ کی طرف سے منعقدہ جلسہ سیرۃ النبی ﷺ

الہام حضرت مسیح موعودؑ : كُلُّ بَرَكَةٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ ﷺ

ZISHANAHMAD
AMROHI(Prop.)

ADNAN TRADING Co.
LEATHER JACKET MANUFACTURER
Amroha - 244221 (U.P.)

Mobile
7830665786
9720171269

ضلعی اجتماع

باندی پورہ۔شری نگر

ضلعی اجتماع
مجلس انصاراللہ
باندی پورہ۔شری نگر
کا اسٹیج کا ایک منظر

یومِ تبلیغ

منعقدہ مجلس انصاراللہ مالا پورم (کیرالہ)

مجلس انصاراللہ ضلع مالاپورم کی طرف سے یوم تبلیغ منایا گیا۔
اس موقع پر شاملین انصار کی ایک گروپ فوٹو

تربیتی اجلاس

مجلس انصاراللہ سکندرآباد (تلنگانہ)

مجلس انصاراللہ سکندرآباد میں منعقدہ تربیتی اجلاس کا منظر
اسٹیج پر محترم رفیق احمد بیگ صاحب نائب صدر صف دوم تشریف فرما ہیں

کلوجمعا

مجلس انصاراللہ ممبئی (مہاراشٹر)

مجلس انصاراللہ ممبئی
مہاراشٹر کے زیر اہتمام
کلوجمعا منعقد کیا گیا۔
جس میں اطفال الاحمدیہ
اور خدام الاحمدیہ کے
اراکین کو بھی شامل کیا گیا۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا — نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

طالبِ دُعا: DAR FRUIT COMPANY KULGAM

Shop 73 Fad 40B Fruit Market Kulgam P.O. ASNOOR 192233
Phone No. off. 01931-212789 - 09622584733 - Res. 07298119979, 09419049823

ریفریشر کورس عہدیداران
مجلس انصاراللہ ضلع یادگیر (کرناٹک)

تربیتی کیمپ زیر اہتمام مجلس انصاراللہ کوئمبتور (تامل ناڈو)
اسٹیج پر مکرم ایم۔تاج الدین صاحب نائب صدر مجلس انصاراللہ بھارت جنوبی ہند

ریفریشر کورس ضلعی عہدیداران
مجلس انصاراللہ ضلع بنگلور (کرناٹک)

ریفریشر کورس عہدیداران
مجلس انصاراللہ ضلع کولگام (جموں کشمیر)

بین المذاہب مذاکرات
زیر اہتمام جماعت احمدیہ ممبئی (مہاراشٹر)

تربیتی کیمپ
زیر اہتمام مجلس انصاراللہ شیموگہ (کرناٹک)